اپریل ۔ 2000

۱۵/

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

(ترجمہ: میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ آل عمران)

ماہنامہ

معارفِ رضا کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

ادارہ

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشاورت

* علامہ تراب الحق قادری
* الحاج شفیع محمد قادری
* علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الباری
* منظور حسین جیلانی
* حاجی عبد اللطیف قادری
* ریاست رسول قادری
* حاجی حنیف رضوی

مشمولات

۱...... اپنی بات (ڈاکٹر محمد مسعود احمد)-----2

۲...... تفسیر رضوی (امام احمد رضا)-----------4

۳...... فاضل بریلوی اور علماء مرداد (محمد بہاء الدین شاہ)------8

۴...... امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ (ڈاکٹر مجید اللہ قادری)--12

۵...... مکتوب جامعہ الازھر (ڈاکٹر نجیب جمال) -----17

۶...... ابطال قلوب (اقبال احمد اختر القادری)-22

۷...... لسانی تشکیلات (تنظیم الفردوس)------24

۸...... ”کتب نو“، ”دور و نزدیک سے“ اور دیگر

• قیمت فی شمارہ ــــ ۱۰ روپیہ
• سالانہ ــــ ۱۲۰ روپیہ
• بیرون ممالک ــــ ۱۰ ڈالر سالانہ

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔74400، پوسٹ بکس نمبر 489

فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی۔آئی۔ چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اپنی بات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

سر زمین عرب میں امام احمد رضا خاں بریلوی کا شہرہ پھیلا ہوا تھا، حرمین شریفین اور دنیائے عرب کے علماء نے امام احمد رضا خاں بریلوی کی علمی اور فکر خیز کتاب "الدولة المكيه بالمادة الغيبيه" (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) پر تقاریظ لکھیں اور خوب پذیرائی ہوئی جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے بانی مولانا سید ریاست علی قادری کی کوشش سے ۱۹۸۳ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی۔ عرب محققین نے ان تقاریظ سے روشنی حاصل کی چنانچہ جامعہ ازہر، قاھرہ کے ڈاکٹر حازم محمد احمد محفوظ مصری (استاد شعبہ زبان اردو و ترجمہ) نے مندرجہ ذیل عنوان سے ایک مستقل کتاب لکھی :۔ "الامام احمد رضا والعالم العربی" (مطبوعہ لاہور، کراچی ۱۹۹۸ء) اس طرح امام احمد رضا بریلوی کا نام ۸۰، برس کے بعد دنیائے عرب میں پھر جانا پہچانا جانے لگا۔ امام احمد رضا بریلوی ۱۹۰۵ء / ۱۳۲۳ھ میں دوسری بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کے لئے حاضر ہوئے، علما کرام نے آپ سے فتوے اور سندیں لیں، سابقہ مراسم اور پختہ ہو گئے، امام احمد رضا نے ۱۹۲۱ء میں وصال فرمایا، اس طرح کم از کم ۱۶- برس یہ مراسم رہے اور مراسلت بھی ہوتی رہی چنانچہ امام احمد رضا کے نام مندرجہ ذیل علماء کرام کے عربی خطوط ملتے ہیں: علامہ شیخ عبد القادر کردی، علامہ شیخ سید اسمٰعیل مکی، علامہ شیخ مامون البری مدنی۔

امام احمد رضا بریلوی کے بہت سے عرب خلفاء تھے۔ مکہ مکرمہ کے مندرجہ ذیل خلفاء پر ایک فاضل سید. اے. ایچ. شاہ نے دقیع مقالات قلم بند کئے ہیں :۔ (۱) علامہ شیخ احمد خفراوی ہاشمی (م ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) (۲) شیخ عبد اللہ ابو الخیر میر داد (م ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء)

موصوف نے میر داد خاندان کے ۱۴ علماء کرام کے حالات بھی لکھے ہیں جو فل اسکیپ سائز کے ۸۰ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں ---- فاضل موصوف نے امام احمد رضا اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کے خاندان پر بھی سیر حاصل لکھا ہے جو ۱۰۰- صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ امام احمد رضا کے عرب اساتذہ: (۱) شیخ عبد الرحمٰن سراج حنفی۔ (۲) علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی۔ پر بھی فاضل موصوف نے مقالات لکھے ہیں ---- فاضل موصوف نے مفتی اعظم محمد مصطفٰی رضا خاں (ابن امام احمد رضا خاں) کے خلیفہ سید محمد بن علوی مالکی بن عباس مالکی (مصنفہ شیخ محمد علی مغربی مترجمہ شیخ افتخار احمد قادری) پر بہت ہی مفید حواشی بھی لکھے ہیں۔ شیخ محمد بن علوی مالکی نے اپنی کتاب "الطالع السعيد المنتخب من السلسلات واسانيد" (مطبوعہ سعودی عرب) میں امام احمد رضا بریلوی کا ذکر کیا ہے ---- دنیائے عرب میں اب بہت سی ایسی کتابیں شائع ہو گئی ہیں جن سے امام احمد رضا بریلوی کے عرب اساتذہ، خلفاء اور محبین کے حالات معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

غالباً دور جدید میں امام احمد رضا بریلوی پر سب سے پہلے عالم عرب میں پروفیسر محی الدین الوائی (ازہر یونیورسٹی، قاھرہ) نے عربی میں مقالہ قلم بند کیا جو فروری ۱۹۷۰ء میں "صوة الشرق" میں شائع ہوا جس میں آپ کے علم و فضل کی تعریف کی گئی ہے۔ محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض کے پروفیسر کلیۃ الشریعہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ مرحوم نے فتاویٰ رضویہ کے عربی فتاویٰ دیکھ کر حیرت کا اظہار فرمایا

تھاایک اور فاضل نے بھی جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض سے امام احمد رضا پر غالباً ایم۔اے کے لیے مقالہ پیش کیا تھا مگر صحیح معلومات پر مبنی نہیں اس لئے تحقیقی مقالہ نہیں کہا جا سکتا---سب سے اہم کام ازہر یونیورسٹی، قاہرہ میں ہو رہا ہے، دو حضرات امام احمد رضا پر ایم۔ فل کر چکے ہیں۔ان میں ایک مولانا مشتاق احمد شاہ ہیں جن کے مقالہ کا عنوان تھا۔ "الامام احمدرضا و اثر ہ فی الفقه الحنفی"دوسرے مولانا ممتاز احمد سدیدی ہیں جن کے مقالہ کا عنوان تھا"الشیخ احمد رضا خان البریلوی الهندی شاعراً عربیاً" ہے۔جامعہ ازہر، قاہرہ کے فاضل ڈاکٹر سید حازم محفوظ مصری سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے رجوع کیا، ۱۹۹۸ء میں امام احمد رضا کانفرنس، کراچی میں ان کو بلایا، انہوں نے ایک دقیع مقالہ پیش کیا، امام احمد رضا کی طرف ان کی خاص توجہ نے جامعہ ازہر میں ایک انقلاب برپا کر دیا، انہوں نے جامعہ ازہر کے اساتذہ اور محققین کو حقائق سے باخبر کیا اور ان سے امام احمد رضا پر لکھوایا۔ اہل سنت و جماعت پر ڈاکٹر سید حازم کا عظیم احسان ہے۔جو کام برسوں میں نہ ہو سکتا تھا انہوں نے دو تین سال میں کر ڈالا۔جامعہ ازھر شریف میں امام احمد رضا کے حوالے ہونے والے تحقیقی کام کی تفصیلات پر ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے ایک جامع رسالہ "امام احمد رضا اور جامعۃ الازھر" مرتب فرمایا ہے جو ۱۹۹۹ء میں بزم رضویہ، لاہور نے شائع کیا--- ڈاکٹر حازم صاحب نے امام احمد رضا کے عربی کلام کو جمع کر کے "بساتین الغفران" کے عنوان سے چھپوایا---پھر ایک تحقیقی مقالہ "الامام الا کبر المجدد محمد احمد رضا خان والعالم العربی" قلم بند کیا جس کی خوب پذیرائی ہوئی۔اس کے بعد امام احمد رضا کے ۸۰ ویں عرس پر جامعہ ازہر، قاہرہ سے یادگاری مجلّہ شائع کیا جس کا عنوان ہے "الکتاب التذکاری، مولدالامام احمدرضاخان"اس میں عربی اور اردو میں مقالات ہیں۔ڈاکٹر حازم صاحب نے ایک اور اہم کام کیا ہے۔امام احمد رضا کے مشہور سلام کو منثور کیا پھر ڈاکٹر حسین مجیب المصری نے اس کو منظوم کیا، یہ عربی سلام بعنوان :المنظومة السلامية فی مدح خیر البریة ۱۹۹۹ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔ڈاکٹر حازم حدائق بخشش کا عربی نثر میں ترجمہ بھی کر رہے ہیں اور ڈاکٹر حسین مجیب المصری اس کو منظوم کر رہے ہیں، جامعہ ازہر، قاہرہ، کے ڈاکٹر نجیب جمال (استاد زائر کلیۃ اللغات والترجمہ) نے امام احمد رضا کے نعتیہ کلام کا مختصر انتخاب بعنوان "نظارہ روئے جاناں" مرتب کیا ہے جو ۱۹۹۹ء میں رضا اکیڈمی، لاہور نے شائع کر دیا۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر، صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے ۱۹۹۹ء میں قاہرہ کا دورہ کیا اور وہاں علمی حلقوں میں امام احمد رضا کا بھرپور تعارف کرایا۔

یہ ایک طویل نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔الحمد للہ جزیرۃ عرب میں امام احمد رضا کا اثر تھا، اب پھر عود کر تا جا رہا ہے، دلوں میں محبت پوشیدہ ہے، جہاں پابندیاں ہیں وہاں بھی محبت کی مہک آ رہی ہے۔۱۹۰۹ء میں بنگلہ دیش سے کچھ علماء گئے، جب امام احمد رضا کی نسبت سے انہوں نے تعارف کرایا تو مفتی سعد اللہ مکی پھڑک گئے سید محمد بن علوی مالکی نے خوب پذیرائی کی۔۱۹۹۳ء میں راقم مدینہ منورہ حاضر ہوا تو وہاں بعض حلقوں میں اس نسبت سے جو پذیرائی کی گئی وہ نا قابل بیان ہے۔امام احمد رضا کی شخصیت کی تاثیر نے تو عیسائی غیر مسلموں کو بھی گرویدہ بنا لیا---ڈاکٹر احمد یوسف انڈریوز کے مقالے (مطبوعہ ماہنامہ معارف رضا کراچی شمارہ فروری ۲۰۰۰ء) کو دیکھ کر اس تاثیر کا اندازہ ہوتا ہے، جو حضرات امام احمد رضا سے اختلافات رکھتے ہیں ان کو بھی سنجیدگی سے امام احمد رضا کا مطالعہ کرنا چاہیے، مطالعہ ہی غیر محبوب کو محبوب بنا دیتا ہے اور سچ کو جھوٹ سے الگ کر دیتا ہے۔مولیٰ تعالیٰ ہم کو علم و حکمت سے مشرف فرمائے اور علم و حکمت کے چراغ روشن کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(تفسیر القرآن فی آیات الاحکام)

تفسیرِ رضوی

از : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

ترتیب وپیشکش سید وجاہت رسول قادری

"وسوسۂ شیطان کا علاج"

وَکَذٰ لِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّاشَیٰطِیْنَ الْاِ نْسِ وَ الْجِنِ یُوْحِیْ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۔ (۱)

یوں ہی ہم نے ہر نبی کا دشمن کیا شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کو، آپس میں ایک دوسرے کے دل میں بناوٹ کی بات ڈالتے ہیں دھوکا دینے کے لئے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

اللہ کی پناہ مانگ شیطان آدمیوں اور شیطان جنوں کے شر سے۔

عرض کی : آدمیوں میں بھی شیطان ہیں ؟ فرمایا : ہاں (۲)

اقول آیۂ کریمہ میں شیاطین الانس کی تقدیم بھی اس طرف مشیر اس حدیث کریم نے کہ "جب شیطان وسوسہ ڈالے اتنا کہہ کہ الگ ہو جاؤ کہ تو جھوٹا ہے"۔ دونوں قسم کے شیطانوں کا علاج فرمادیا شیطان آدمی ہو خواہ جن اس کا قابو اسی وقت چلتا ہے جب اس کی سنیے اور تنکا توڑ کر ہاتھ پر دھر دیجئے کہ تو جھوٹا ہے تو خبیث اپنا سامنہ لے کر رہ جاتا ہے۔ آج کل ہمارے عوام بھائیوں کی سخت جہالت یہ ہے کہ کسی آریہ نے اشتہار دیا کہ اسلام کے فلاں مضمون کے رد میں فلاں وقت لیکچر دیا جائے گا یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔ کسی پادری نے اعلان کیا کہ نصرانیت کے فلاں مضمون کے ثبوت میں فلاں وقت ندا ہو گی، یہ سننے کے لئے دوڑے جاتے ہیں۔

بھائیو! تم اپنے نفع نقصان کو زیادہ جانتے ہو یا تمھارا رب عزوجل، تمھارے نبی ﷺ، ان کا حکم تو یہ ہے کہ شیطان تمھارے پاس وسوسہ ڈالنے آئے تو سیدھا جواب یہ دے دو کہ تو جھوٹا ہے نہ یہ کہ تم آپ دوڑ دوڑ کے ان کے پاس جاؤ اور اپنے رب جل و علا اپنے قرآن اپنے نبی ﷺ کی شان میں کلمات ملعونہ سنو۔

اقول یہ آیت جو ابھی تلاوت ہوئی اسی کا تتمہ اور اس کے متصل کی آیات کریمہ تلاوت کرتے جاؤ دیکھو قرآن عظیم تمھاری اس حرکت کی کیسی کیسی شناعتیں بتاتا اور ان ناپاک لکچروں نداؤں کی نسبت تمہیں کیا کیا ہدایت فرماتا ہے، آیۂ کریمہ مذکورہ کے تتمہ میں ارشاد ہوتا ہے :

وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَافَعَلُوْہُ فَذَ رْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ (۳)

اور تیرا رب چاہتا تو وہ یہ دھوکے بناوٹ کی باتیں نہ بناتے پھرتے تو توانہیں اور ان کے بہتانوں کو یک لخت چھوڑے دے۔ دیکھو انہیں اور ان کی باتوں کو چھوڑنے کا حکم فرمایا ان کے پاس سننے کے لئے دوڑنے کا۔ اور سنئے اس کے بعد کی آیت میں فرماتا ہے :

وَلِتَصْغٰٓی اِلَیْہِ اَفْـِٕدَۃُ الَّذِیْنَ لَایُؤْ مِنُوْنَ بِالْاٰ خِرَۃِ وَلِیَرْ ضَوْہُ وَلِیَقْتَرِ فُوْا مَاھُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (۴)

اور اس لئے کہ ان کے دل اس کی طرف کان لگائیں جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور جو کچھ ناپاکیاں وہ کر رہے ہیں یہ بھی کرنے لگیں۔

دیکھو ان کی باتوں کی طرف کان لگانا ان کا کام بتایا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کا نتیجہ یہ فرمایا کہ وہ ملعون باتیں ان پر اثر کر جائیں اور یہ بھی ان جیسے ہو جائیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ لوگ اپنی جہالت سے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل سے مسلمان ہیں ہم پر ان کا کیا اثر ہو گا حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جو دجال کی خبر سنے اس پر واجب ہے کہ اس سے دور بھاگے کہ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں یعنی مجھے اس سے کیا نقصان پہنچے گا وہاں اس کے دھوکوں میں پڑ کر اس کا پیرو ہو جائے گا۔

رواه ابو داؤد عن عمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنه وعن الصحابة جميعا۔(۵)

کیا دجال ایک اسی دجال اخبث کو سمجھتے ہو جو آنے والا ہے حاشا تمام گمراہوں کے "داعی منادی" سب دجال ہیں اور سب سے دور بھاگنے ہی کا حکم فرمایا اور اس میں یہی اندیشہ بتایا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ ہوں گے کہ وہ باتیں تمھارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمھارے باپ دادا نے تو ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔(۶)

اور سنئے اس کے بعد کی آیات میں فرماتا ہے:

"تو کیا اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں حالانکہ اس نے مفصل کتاب تمھاری طرف اتاری اور اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کے پاس سے حق کے ساتھ اتری تو خبر دار تو شک نہ کرنا اور تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں کامل ہے کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور شنوا دانا ہے اور زمین والوں میں زیادہ وہ ہیں کہ تو ان کی پیروی کرے تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں وہ تو گمان کے پیرو ہیں اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔(۷)

یہ تمام آیات کریمہ انہیں مطالب کے سلسلہ بیان میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے تم جو ان شیطان آدمیوں کی باتیں سننے جاؤ کیا تمہیں یہ تلاش ہے کہ دیکھیں اس مذہبی اختلاف میں یہ لکچرار یا منادی کیا فیصلہ کرتا ہے ارے خدا سے بہتر فیصلہ کس کا! اس نے مفصل کتاب قرآن عظیم تمہیں عطا فرمادی اس کے بعد تم کو کسی لکچر ندا کی کیا حاجت ہے لکچر والے جو کسی کتاب دینی کا نام نہیں لیتے کس گنتی شمار میں ہیں! یہ کتاب والے دل میں خوب جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے کہ ہٹ دھرمی سے مکرے جاتے ہیں تو تجھے کیوں شک پیدا ہو کہ ان کی سننا چاہے تیر۔ رب کا کلام صدق و عدل مین بھرپور ہے کل تک جو اس پر تجھے کامل یقین تھا آج کیا اس میں فرق آیا کہ اس پر اعتراض سننا چاہتا ہے کیا خدا کی باتیں کوئی بدل سکتا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ میرا کوئی مقال کوئی خیال خدا سے چھپ رہے گا وہ سنتا، جانتا ہے، دیکھ اگر تو نے ان کی سنی تو وہ تجھے خدا کی راہ سے بہکا دیں گے یہ خیال کرتا ہے کہ ان کا علم دیکھوں کہاں تک ہے یہ کیا کہتے ہیں ارے ان کے پاس علم کہاں

وہ تو اپنے اوہام کے پیچھے لگے ہوئے اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں جن کا تھل نہ بیڑا جب اللہ واحد قہار کی گواہی ہے کہ ان کے پاس نری مہمل اٹکلوں کے سوا کچھ نہیں تو ان کو سننے کے کیا معنے، سننے سے پہلے وہی کہہ دے جو تیرے نبی ﷺ نے تعلیم فرمایا کہ "کذبت شیطان" تو جھوٹا ہے، اور گھمنڈ میں نہ رہنا کہ مجھ کو کیا گمراہ کریں گے میں تو راہ پر ہوں تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بہکے گا اور کون راہ پر ہے تو پورا راہ پر ہوتا تو بے راہوں کی سننے ہی کیوں جاتا حالانکہ تیرا رب فرما چکا

ذرهم وما یفترونo(۸)

چھوڑ دے انہیں اور ان کے بہتانوں کو تیرے نبی ﷺ فرما چکے

ایاکم وایاھم(۹)

ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو بھکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

بھائیو! ایک سہل سی بات ہے اسے غور فرمالو۔ تم اپنے رب جل وعلا اپنے قرآن اپنے نبی ﷺ پر سچا ایمان رکھتے ہو یا معاذاللہ کچھ شک ہے! جسے شک ہو اسے اسلام سے کیا علاقہ وہ ناحق اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو کیوں بدنام کرے۔ اور اگر سچا ایمان ہے تو اب یہ فرمایئے کہ ان کے لکچروں نداؤں میں آپ کے رب و قرآن و نبی و ایمان کی تعریف ہو گی یا مذمت۔ ظاہر ہے کہ دوسری ہی صورت ہو گی اور اسی لئے تم کو بلا رہے ہیں کہ تمھارے منہ پر تمھارے خدا و نبی و قرآن و دین کی توہین و تکذیب کریں۔

اب ذرا غور کر لیجئے ایک شریر نے زید کے نام اشتہار دیا کہ فلاں وقت فلاں مقام پر میں بیان کروں گا کہ تیرا باپ ولد الحرام اور تیری ماں زانیہ تھی، للہ انصاف، کیا کوئی غیرت والا حمیت والا انسانیت والا جبکہ اسے اس بیان سے روک دینے باز رکھنے پر قادر نہ ہو اسے سننے جائے گا حاشا اللہ کسی بھنگی چمار سے بھی یہ نہ ہو سکے گا پھر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ اللہ و رسول و قرآن عظیم کی توہین تکذیب مذمت سخت تر ہے یا ماں باپ کی گالی۔ ایمان رکھتے ہو تو اسے اس سے کچھ نسبت نہ جانو گے۔ پھر کونسے کلیجے سے اس جگر شگاف ناپاک ملعون بہتانوں افتراؤں شیطانی اٹکلوں ڈھکو سلوں کو سننے جاتے ہو بلکہ حقیقتاً انصافاً وہ جو کچھ بکتے اور اللہ و رسول و قرآن عظیم کی تحقیر کرتے ہیں اس سب کے باعث یہ سننے والے ہیں اگر مسلمان اپنا ایمان سنبھالیں اپنے رب و قرآن و رسول کی عزت عظمت پیش نظر رکھیں اور ایکا کر لیں کہ وہ خبیث لکچر گندی ندائیں سننے کوئی نہ جائے گا جو وہاں موجود ہو وہ بھی فوراً وہی مبارک ارشاد کا کلمہ کہہ کر کہ تو جھوٹا ہے چلا جائیگا تو کیا وہ دیواروں پتھروں سے اپنا سر پھوڑیں گے تو تم سن سن کر کہلواتے ہو ، نہ تم سنو نہ وہ کہیں، پھر انصاف کیجئے کہ اس کہنے کا وبال کس پر ہوا۔ علماء فرماتے ہیں ہٹے کٹے جوان تندرست جو بھیک مانگنے کے عادی ہوتے اور اسی کو اپنا پیشہ کر لیتے ہیں انہیں دینا ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر شہہ دینی ہے لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور محنت مزدوری کریں۔ بھائیو! جب اس میں گناہ کی امداد ہے تو اس میں کفر کی مدد ہے والعیاذباللہ تعالیٰ قرآن عظیم کی نص قطعی نے ایسی جگہ سے فوراً ہٹ جانا فرض کر دیا اور وہاں ٹھہرنا فقط حرام ہی نہ فرمایا بلکہ سنو تو کیا ارشاد کیا۔ رب عزوجل فرماتا ہے :

"بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہوتا اور ان کی ہنسی کی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور باتوں میں مشغول نہ ہوں اور تم نے نہ مانا اور جس وقت وہ آیات اللہ پر اعتراض کر رہے ہوں وہاں بیٹھے تو جب تم بھی انہیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں

سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا، آہ آہ حرام تو ہر گناہ ہے یہاں تو اللہ واحد قہار یہ فرمارہاہے کہ وہاں ٹھہرے تو تم بھی انہیں جیسے ہو۔(۱۰)

مسلمانو! کیا قرآن عظیم کی یہ آیات تم نے منسوخ کردیں یا اللہ عزوجل کی اس سخت وعید کو سچانہ سمجھے یا کافروں جیسا ہونا قبول کرلیا اور جب کچھ نہیں تو ان جمگھٹوں کے کیا معنے ہیں جو آریوں پادریوں کے لکچروں نداؤں پر ہوتے ہیں ان جلسوں میں شرکت کیوں ہے جو خدا و رسول و قرآن پر اعتراضوں کے لئے جاتے ہیں۔

بھائیو! میں نہیں کہتا، قرآن فرماتا ہے کہ "انکم اذا مثلهم "ان لکچروں پر جمگھٹ والے ان جلسوں میں شرکت والے سب انہیں کافروں کے مثل ہیں وہ اعلانیہ بک کر کافر ہوئے یہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں خدا اور رسول و قرآن کی اتنی عزت نہیں کہ جہاں ان کی توہین ہوتی ہو وہاں سے بچیں تو یہ منافق ہوئے جبھی تو فرمایا کہ اللہ انہیں اور انہیں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا کہ اب یہاں تم لکچر دو اور تم سنو

ذق انک انت العزیز الکریم o(۱۱)

الٰہی اسلامی کلمہ پڑھنے والوں کی آنکھیں کھول ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسلمان اگر قرآن عظیم کی اس نصیحت پر عمل کریں تو ابھی ابھی دیکھیں کہ اعداء اللہ کے سب بازار ٹھنڈے ہوئے جاتے ہیں ملک میں ان کے شور شر کا نشان نہ رہے گا جہنم کے کندے شیطان کے بندے آپس ہی میں ٹکرا ٹکرا کر سر پھوڑیں گے اللہ و رسول و قرآن عظیم کی توہینوں سے مسلمانوں کا کلیجا پکانا چھوڑیں گے اور اپنے گھر بیٹھ کر بکیں بھی تو مسلمانوں کے کان تو ٹھنڈے رہیں گے اے رب میرے توفیق دے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید نا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ خیر بات دور پہنچی اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت نافع وضروری تھی۔ کہنا یہ تھا کہ وسوسۂ شیطان کا علاج یہ ہے کہ خبیث تو جھوٹا ہے امام ابو حازم کہ اجلہ ائمہ تابعین سے ہیں انکے پاس ایک شخص آکر شاکی ہوا کہ شیطان مجھے وسوسے میں ڈالتاہے اور سب سے زیادہ سخت مجھ پر یہ گزرتا ہے کہ آکر کہتا ہے تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی امام نے فوراً فرمایا کہ تو نے میرے پاس آکر میرے سامنے اپنی عورت کو طلاق نہ دی وہ گھبرا کر بولا خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے پاس اسے طلاق نہ دی فرمایا جس طرح میرے آگے قسم کھائی شیطان سے کیوں نہیں قسم کھاکر کہتا کہ وہ تیرا پیچھا چھوڑدے۔

اخرجہ ابو بکر بن ابی داود فی کتاب الوسوسۃ(۱۲)

حوالاجات

(۱) القرآن ۶/۱۱۲

(۲) مسند امام احمد عن ابی ذر بیروت ۵/۱۷۸

(۳) القرآن ۶/۱۱۲

(۴) القرآن ۶/۱۱۳

(۵) سنن ابی داود باب خروج الدجال من کتاب الملاحم مجتبائی لاہور ۲/۲۳۷

(۶) صحیح مسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

(۷) القرآن ۶/۱۱۵، تا ۱۱۸

(۸) القرآن ۶/۱۱۳

(۹) صحیح مسلم النہی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

(۱۰) القرآن ۴/۱۴۰

(۱۱) القرآن ؍۴۹

(۱۲) کتاب الوسوسہ لابی بکر بن ابی داود

*****

فاضل بریلوی اور علمأمِـــر داد

(مکہ مکرمہ)

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿قسط اول﴾

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء ...... ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) پہلے سفر حج و زیارت ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین ماجدین کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو آپ کی عمر کا تئیسواں سال تھا (۱) لیکن حجاز مقدس میں آپ کے تفصیلی تعارف کی ابتداء اس وقت ہوئی جب ۱۳۱۶ھ میں آپ نے رد ندوہ پر اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل ایک فتویٰ تیار کر کے بعض حجاج کے ذریعے علمائے حرمین شریفین کو ارسال کیا جس پر انہوں نے گراں بہا تقریظات لکھیں اور آپ کو اعلیٰ درجے کے کلمات دعا و ثناء سے یاد کیا۔ یہ فتویٰ مسمّٰی بہ "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" مع ترجمہ ۱۳۱۷ھ میں ممبئی سے طبع ہو کر شائع ہوا (۲)۔ اس کے بعد حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں آپ کا غائبانہ تعارف پھیلتا چلا گیا (۳) تا آں کہ ۱۳۲۳ھ میں آپ دوسری بار حرمین شریفین حاضر ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ نیز مدینہ منورہ میں اکتیس روز قیام کی سعادت حاصل کی۔ اس دوران حرمین شریفین اور وہاں پر موجود عرب دنیا کے علمائے کرام نے آپ کی شاندار پذیرائی کی۔ ان عرب علماء کرام نے مختلف علمی موضوعات پر فاضل بریلوی سے تبادلہ خیالات کیا، آپ کی دو اہم کتب پر تقریظات لکھیں، بعض علمائے کرام کی خواہش پر آپ نے دو کتب تصنیف کیں نیز بہت سے علماء کرام نے جمع علوم اسلامیہ میں آپ سے اجازات وخلافت حاصل کیں۔ (۴)

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوسرے سفر حج کے مختصر واقعات ایک روز بریلی میں مدرسہ منظر اسلام کے مدرس دوم مولانا رحم الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اور مدرسہ کے ایک طالب علم مولانا نجیب الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ و بعض مریدین و معتقدین کی موجودگی میں بیان فرمائے جنہیں آپ کے فرزند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مرتب کر کے کتاب "ملفوظات اعلیٰ حضرت" میں شامل کیا (۵)۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جن اکابر علمائے کرام نے آپ کی قدردانی سے کام لیا ان میں شیخ احمد ابوالخیر مرداد اور ان کے بیٹے شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ بطور خاص قابل ذکر ہیں ان میں سے آخر الذکر کو فاضل بریلوی نے خلافت عطا کی۔ آئندہ سطور میں مرداد خاندان کے چند اکابر علماء کرام نیز شیخ عبداللہ مرداد کے حالات اور ان کی ایک انتہائی اہم تصنیف کا تعارف قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔ حرم مکی میں مختلف ادوار میں خدمات انجام دینے والے مرداد علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) شیخ محمد مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۰۵ھ)

★ (ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

(۲) شیخ عبدالرحمٰن مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۰۷ھ)
(۳) شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۷ھ)
(۴) شیخ عبدالمعطی مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۶۲ھ)
(۵) شیخ مصطفیٰ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۴ھ)
(۶) شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۱ھ)
(۷) شیخ عبدالعزیز مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۷۵ھ)
(۸) شیخ محمد صالح مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۸۰ھ)
(۹) شیخ سلیمان مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۹۳ھ)
(۱۰) شیخ محمد علی مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۹۴ھ)
(۱۱) شیخ امین مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۲ھ)
(۱۲) شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۵ھ)
(۱۳) شیخ محمد سعید مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۳ھ)
(۱۴) شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۳ھ)

ان چودہ مرداد علماء کرام کے حالات و خدمات اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

(۱) امام و خطیب مسجد حرم قاری شیخ محمد مرداد (م ۱۲۰۵ھ)

مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے امام و خطیب قاری شیخ محمد بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اجلہ علماء و مشائخ سے علوم حاصل کیئے۔ آپ کے اساتذہ میں امام المحدثین علامہ المسند ابی الحسن سندھی الصغیر حنفی مدنی (۶)، علامہ النحریر شیخ محمد مصیلحی مصری (نابینا) اور ولی کامل علامہ عبدالرحمٰن فتنی حنفی مکی (۷) شامل ہیں۔ آپ نے ان علماء سے مختلف علوم حاصل کر کے اسناد حاصل کیں نیز علاقہ العصر شیخ عمر بن شیخ البصیر بقلبہ مالکی سے فن قرأت سیکھ کر اس میں درجہ کمال حاصل کیا۔

شیخ محمد مرداد کے بیٹے عبدالمعطی فرماتے ہیں کہ شیخ عمر حنفی مذہب اور مالکی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ کے باشندے تھے، جیسا کہ میں نے ان کی طرف سے علامہ جابر بن شیخ عبدالرحمٰن ہندی لاہوری کے نام لکھی گئی سند اجازت میں دیکھا۔

شیخ محمد مرداد نے علوم اسلامیہ پھیلانے میں سعی تمام سے کام لیا اور مخلوق خدا نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا۔ آپ نے تقریباً ۱۲۰۵ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی (۸)۔ آپ کی بیٹی کی شادی امام، محدث، مکہ مکرمہ کے مشہور عالم و مدرس، صوفی، شیخ حمزہ عاشور رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۴۷ھ) سے ہوئی۔ شیخ حمزہ عاشور حرم مکی میں بخاری و مسلم نیز کتب تصوف کا درس دیا کرتے تھے جہاں پر آپ سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، آپ کی نسل موجود نہیں۔ (۹)

(۲) شیخ الخطباء شیخ عبدالرحمٰن مرداد (م ۱۲۰۷ھ)

فاضل، فقیہ، محدث، شیخ الخطباء، شیخ عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دور کے افاضل علماء کرام سے تعلیم کی تکمیل کی۔ امیر مکہ شریف سرور (۱۰) آپ کے علم و فضل اور تقویٰ کا معترف تھا اور آپ امیر کے امام رہے۔ ۱۱۶۵ھ میں شیخ الخطباء احمد شمس رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ عبدالرحمٰن مرداد "شیخ الخطباء" کے منصب پر تعینات ہوئے اور وصال تک اس پر فائز رہے۔ مرداد خاندان میں شیخ عبدالرحمٰن مرداد پہلے فرد ہیں جو شیخ الخطباء بنائے گئے۔ آپ نے تقریباً ۱۲۰۷ھ میں وفات پائی تو آپ کے فرزند جلیل القدر عالم شیخ عبداللہ مرداد اس منصب پر فائز ہوئے اور تقریباً پچاس برس بعد اسی پر رحلت فرمائی۔ پھر ان کے بیٹے شیخ مصطفیٰ مرداد نے شیخ الخطباء کے منصب جلیل پر سات سال خدمات انجام دے کر ۱۲۶۴ھ میں وفات پائی۔ اس پر عالم کامل شیخ عبداللہ بن محمد صالح مرداد شیخ الخطباء ہوئے اور

اسی منصب پر ۱۲۷۱ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی شیخ عبدالعزیز بن محمد صالح مرداد نے اس منصب پر چار سال ساڑھے نوماہ تعینات رہ کر وفات پائی۔

شیخ عبدالعزیز مرداد کی وفات کے بعد شیخ الخطباء کا عہدہ چالیس روز تک خالی رہابالآخر امیر مکہ شریف عبداللہ (۱۲) نے کافی غور خوض اور مشاورت کے بعد شیخ سلیمان بن شیخ عبدالمعطی مرداد کا تقرر کیا جس پر آپ نے سات سال خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔ اس پر شیخ احمد ابوالخیر مرداد کو شیخ الخطباء بنایا گیا تا ان کہ ۱۲۹۹ھ میں امیر مکہ شریف عبدالمطلب (۱۳) کے دور میں آپ مستعفی ہوئے جس پر یہ منصب علامہ سید حسین جمل اللیل شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ (۱۴) کو سونپا گیا۔ (۱۵)

(۳) شیخ الخطباء شیخ عبداللہ مرداد (م ۱۲۵۷ھ)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح محمد مرداد حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ نے طویل عمر پائی۔ آپ شیخ الخطباء حرم مکی تھے۔ علم فرائض میں شہرت تامہ رکھتے تھے، زہدو تقویٰ میں کامل تھے۔ آپ ۱۱۶۳ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے زیر سایہ تعلیم وتربیت حاصل کی نیز اکابر علماء مکہ مکرمہ سے تمام علوم اسلامیہ اخذ کیئے اور درجہ اجتہاد تک پہنچے بالخصوص علم فرائض میں، جس میں دیگر علماء کرام نے آپ سے بطور خاص استفادہ کیا۔

آپ کے والد شیخ عبدالرحمٰن مرداد نے وصال فرمایا تو ان کی جگہ آپ نے شیخ الخطباء کا منصب سنبھالا اور اس پر تقریباً پچاس برس خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی اور المعلی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے وصال پر اہل مکہ نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ آپ نے تین بیٹے شیخ مصطفیٰ، شیخ عبدالملک اور شیخ محمد یادگار چھوڑے۔ (۱۶)

(۴) امام حرم شیخ عبدالمعطی مرداد (م ۱۲۶۲ھ)

شیخ عبدالمعطی بن عالم وخطیب قاری شیخ محمد بن شیخ محمد صالح مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں ہی پیدا ہوئے۔ آپ مسجد الحرام کے خطیب و امام اور مدرس و محدث تھے۔ اپنے والد ماجد کے علاوہ شیخ عبدالملک قلعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) اور دیگر اکابر علماء مکہ مکرمہ سے پڑھ کر سند تکمیل حاصل کی۔ شیخ عبدالمعطی کو جمیع علوم اسلامیہ میں کمال حاصل تھا لیکن علم حدیث سے آپ کو گہرا لگاؤ تھا اور آپ بالعموم اسی کا درس دینے میں منہمک رہتے۔ آپ عالم جلیل، فاضل، محدث اور ولی کامل تھے۔ آخر عمر میں ظاہری بصارت جاتی رہی۔ آپ نے ۱۲۶۲ھ وفات پائی اور قبرستان المعلی میں مرداد خاندان کے لئے مخصوص احاطہ میں دفن ہوئے۔ شیخ عبدالمعطی کی اولاد بھی علم و فضل سے آراستہ تھی ان میں سے آپ کے بیٹے شیخ سلیمان مرداد، شیخ الخطباء تعینات رہے۔ (۱۸)

(۵) شیخ الخطباء شیخ مصطفیٰ مرداد (م ۱۲۶۴ھ)

شیخ مصطفیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی نیز علماء و مشائخ مکہ سے دیگر علوم پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا جس کا آپ نے قرأت میں خوب اظہار کیا۔ آپ تواضع میں مشہور اور مکہ مکرمہ کی ہردلعزیز شخصیت تھے۔ ۱۲۵۷ھ میں اپنے والد کی وفات پر ان کی جگہ شیخ الخطباء والائمہ مقرر کئے گئے جس پر تادم واپسی ۱۲۶۴ھ تک خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی آخری آرام گاہ المعلی میں واقع ہے۔ شیخ مصطفیٰ مرداد کے دو فرزند عبداللہ و عبدالحفیظ تھے۔ ان میں سے اول الذکر نے ایک بیٹی اور دو بیٹے مصطفیٰ و عبدالحفیظ چھوڑے جن میں سے مصطفیٰ لاولد رہے اور ثانی الذکر نے وفات پائی، آپ کی نسل موجود نہیں۔ (۱۹)

(باقی آئندہ)

حوالے و حواشی

(۱) الملفوظ (۱۳۳۸ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مرتب مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، حصہ دوم، ص ۱۲۰۔

(۲) ایضاً، ص ۱۲۶

(۳) فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین "نئی کتابت کے ساتھ مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کی بعد ازاں ترکی استنبول سے شیخ حسین حلمی ایشیق نے اس کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع کرا کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

(۴) حرمین شریفین میں جن عرب علمائے کرام نے فاضل بریلوی سے اجازتیں حاصل کیں، مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اسناد کو جمع کر کے کتابی صورت دی اور اس پر مفصل عربی مقدمہ لکھا جسے "الاجازات المتینہ لعلماء بکہ والمدینہ" (۱۳۲۴ھ) کے تاریخی نام سے مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کیا۔ اس کا تازہ ایڈیشن منظمہ الدعوۃ اسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے شائع کرر کھا ہے۔

(۵) ملاحظہ ہوں: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۲۰۔

(۶) حرمین شریفین میں ایک ہی دور میں دو عظیم عالم "ابوالحسن سندھی" نام کے موجود تھے۔ دونوں میں تفریق کے لئے ایک شیخ ابوالحسن سندھی الصغیر (چھوٹے) اور دوسرے شیخ ابوالحسن سندھی الکبیر (بڑے) کہلائے۔

(۷) شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فتنی حنفی (م ۱۱۶۲ھ) مکہ مکرمہ کے اکابر علماء میں سے تھے آپ سے بکثرت علماء نے کسب فیض کیا۔ ان میں شیخ طاہر سنبل، شیخ محمد بن صالح مرداد، شیخ الاسلام عبدالملک قلعی اور شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن فتنی اور آپ کی نسل میں سے امام حرم شیخ عبدالملک فتنی (۱۲۵۵۔ ۱۳۳۲ھ) بن شیخ عبدالوہاب بن صالح بن عید بن شیخ عبدالرحمٰن کے حالات کے لئے ملاحظہ ہوں: المختصر من کتاب نشر النور والزھر فی تراجم افاضل مکہ، شیخ عبداللہ مرداد، اختصار و ترتیب: محمد سعید عامودی و احمد علی، ناشر عالم المعرفہ جدہ، طبع دوم ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء، ص ۲۴۹، ۳۲۷

(۸) نشر النور، ص ۴۹۰......۴۹۱

(۹) ایضاً، ص ۱۸۲......۱۸۳

(۱۰) شریف سرور بن مساعد ۱۱۹۵ھ سے اپنی وفات ۱۲۰۲ھ تک امیر مکہ رہے۔ (نشر النور حاشیہ ص ۲۵۵)

(۱۱) شیخ احمد شمس ۱۱۶۱ھ سے ۱۱۶۵ھ اپنی وفات تک شیخ الخطباء رہے۔ فضائل زمزم اور مناسک پر آپ کی مؤلفات موجود ہیں۔ آپ کی اولاد میں سے شیخ محمد اور شیخ عثمان مسجد الحرام کے امام و خطیب ہوئے۔ (نشر النور، ص ۹۲......۹۳)

(۱۲) شریف عبداللہ پاشا بن محمد ولی ۱۲۷۴ھ میں اپنے والد کی وفات پر امیر مکہ بنے جس پر اپنی وفات ۱۲۹۴ھ تک متمکن رہے۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۵۶)

(۱۳) شریف عبدالمطلب تین بار امیر مکہ رہے، ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ، دوسری بار ۱۲۶۷ھ سے ۱۲۷۲ھ اور تیسری بار ۱۲۹۷ھ سے ۱۲۹۹ھ تک۔ (نشر النور، حاشیہ ص ۲۵۶)

(۱۴) علامہ سید حسین بن صالح جمل الیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے استاد ہیں۔ آپ کے حالات حسب ذیل کتب میں دیئے گئے ہیں: نشر النور، ص ۱۷۷......الاسرۃ القرشیہ اعیان مکۃ المحمیہ، ابو ہشام عبداللہ عباس بن صدیق، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع اول......الشجرۃ الزکیہ فی الانساب و سیر آل بیت النبوۃ، ابو سہل یوسف بن عبداللہ جمل اللیل، دار الحارثی للطباعۃ والنشر پوسٹ بکس ۱۲۸۱ طائف، طبع اول ۱۴۱۸ھ، ص ۶۶۵.

(۱۵) نشر النور، ص ۲۵۵......۲۵۶

(۱۶) ایضاً، ص ۳۲۱

(۱۷) شیخ عبدالملک قلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مسجد الحرام کے امام و خطیب نیز مفتی مکہ مکرمہ تھے۔ آپ ۳۷ برس اس منصب پر تعینات رہے۔ قبل ازیں آپ کے والد اور دادا بھی اس پر فائز رہ چکے تھے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں، چند کے نام یہ: شرح الآجرومیہ......حل الرمز شرح کنز الدقائق......فتاویٰ، تین جلدوں میں

شیخ عبدالملک قلعی نے ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔ (نشر النور، ص ۳۲۹......۳۳۰)

(۱۸) نشر النور، ص ۳۲۴......۳۲۵

(۱۹) ایضاً، ص ۵۵۰

اس سے قبل کے مسلم سائنسداں امام احمد رضا قادری بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) علیہ الرحمہ کا زلزلہ سے متعلق موقف پیش کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے اختصار کے ساتھ زلزلے سے متعلق بنیادی معلومات فراہم کروں تاکہ مطالعہ کرنے والے قارئین حضرات یہ جان سکیں کہ برصغیر پاک و ہند کا یہ عظیم سائنسداں علم کے ہر گوشہ سے بھرپور واقفیت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنا موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ دور حاضر میں ۹۹ فیصد مسلمان اور مسلم سائنسداں آج صرف اور صرف مغربی افکار کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان ہی خیالات اور تحقیق کو حرف آخر سمجھتے ہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ آج دنیا کی ساری ترقی پچھلے مسلمان سائنسدانوں کی مرہون منت ہے کاش! کہ مسلمان فی زمانہ بھی قرآن و حدیث کا عمیق مطالعہ کریں اور ہر علم سے متعلق اپنا علیحدہ موقف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کریں اور دین کا علم بلند رکھیں۔

زلزلہ کیا ہے؟

زمین میں اگر تھرتھراہٹ پیدا ہو یا زمین میں دراڑیں پڑ جائیں یا اچانک زمین یا پہاڑ کا کچھ حصہ سرک جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ زلزلہ آ گیا۔ بعض وقت اس کی شدت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ زمین کا کچھ حصہ ایک دوسرے سے میلوں دور کھسک جاتا ہے، زمین الٹ جاتی ہے، کہیں کہیں زمین پھٹ جاتی ہے جس کے باعث بعض دفعہ زمین لاوا (Lava) اگل دیتی ہے۔ بعض دفعہ جب زلزلہ آتا ہے زمین ایسے جھولتی ہے جیسے کوئی جھولے پر بیٹھا ہو، گڑگڑاہٹ اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ بعض وقت اموات اسی آواز کے باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ سب کیسے ہوتا ہے اس کے لئے دو اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

"A sudden motion or trembling in the Earth caused by the abrupt relase of slowly accumulated strain (by faulting of Volcanose) .

(Glossery of Geology P.151)

Earthqyake: a Shaking of the ground caused by the sudden dislocation of material with in the earth.Some earthquakes are so slight that they are barely felt, others are so violent that they cause extensive damage-

The focus of an earthquake is the centre of the region where the earthquake originates anit is usually

★ (چیرمین، شعبہ ارضیات و چیرمین، شعبۂ پیٹرولیم، جامعہ کراچی)

less that 20 miles below the earth's surface- The greatest record is 450 miles below the surface of the earth- The point on the earth's surface directly above the focus is called the Epicentre (زلزلہ کا مرکز) near which most earthqyake demages occurs .

(The webster Encyclopedia Vol.6 P.186)

زلزلہ اگرچہ کہیں بھی کسی وقت آسکتا ہے مگر اس کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں یہ اکثر آتے رہتے ہیں مثلاً شمالی اور جنوبی امریکہ کا مغربی ساحلی علاقہ اور جاپان، فلپائن کا علاقہ 85% زلزلہ کی زد میں ہیں جبکہ ہمالہ، کوہ قاف، کوہ الپائن یورپ تک پہاڑی سلسلہ 10% زلزلہ سے متاثر رہتا ہے جبکہ بقیہ 5 فیصد زلزلے دنیا میں کہیں بھی آسکتے ہیں۔

زمین کا وجود سائنس کی تحقیق کے مطابق 4500 ملین سال قبل ہوا تھا جبکہ قرآنی معلومات کے مطابق انسان کی پیدائش سے ۶-دن پہلے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب تخلیق فرمایا لیکن اس حقیقت کا کوئی تعین نہیں کہ اللہ عزوجل کا ایک دن ہمارے کتنے سالوں کے برابر ہے اگر ایک دن 1000 ملین کے برابر ہو جائے تو سائنس کا اندازہ صحیح ہو سکتا ہے بہر کیف جب زمین وجود میں آئی یہ آگ کا ایک دھکتا ہوا گولا تھی آہستہ آہستہ ٹھنڈی ہوئی جس کے باعث اوپر تو آتشی چٹانیں بن گئیں مگر اس کے نیچے یا زمین کے خول میں لاوا مائع کی صورت میں موجود رہا جو ہر وقت اس طرح گھوم رہا ہے جس طرح کوئی انسان ہاتھ سے لسی بناتا ہے تو دہی گھومتا ہے اور اوپر کا نیچے اور نیچے کا اوپر ہوتا رہتا ہے بلکل اسی طرح یہ لاوا زمین کے اندر گھوم رہا ہے اور یہ اوپر کی چٹان پر آکر ٹکراتا بھی ہے اور کہیں کہیں سے آتش فشاں کے پھٹنے کا بعث بھی ہو جاتا ہے

آتشی پہاڑ زمین پر (Continental crust) اور سمندر کے تہہ کے نیچے Oceanic crust کی صورت میں چاروں طرف سے لاوا کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور یہ سخت موٹی تہہ Crustal Plate میں تقسیم ہیں اور یہ کئی جگہ سے ایک دوسرے سے دور ہو رہی ہیں کہیں یہ Crust Plate ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہی ہیں اور کہیں ایک پلیٹ دوسرے کے نیچے جارہی ہے جس کے باعث ان کے سروں (Mar-gines) پر دباؤ بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے جب یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو اب یہ خارج ہونا بھی چاہتا ہے۔ پہاڑوں کی رگوں Fault zones سے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے یہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں زلزلہ محسوس کیا جاتا ہے کیونکہ زلزلہ ہم اس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ سارا عمل اختتام کے قریب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ سائنس اس دباؤ (Strain) یا اس انرجی کے اخراج کو سبب زلزلہ بتاتی ہے مگر امام احمد رضا اس کے خلاف ہیں آپ کا کہنا ہے کہ (Storedenergy) کا اخراج سبب زلزلہ نہیں بلکہ یہ اخراج زلزلہ کا resultant ہے زلزلہ کا سبب ان پہاڑی سلسلوں میں موجود ریشوں (Root) میں کس قسم کی حرکت کے سبب آتا ہے آیئے امام احمد رضا کی تحقیق اور جستجو سے آگاہی حاصل کریں۔

راقم امام احمد رضا کی فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۲ کا مطالعہ کر رہا تھا اس کے دوران دو استفتاء ایسے نظر آئے جس میں مستفتیوں نے زلزلے کے سبب سے متعلق سوالات کئے ایک

سوال جواب تو بہت مختصر ہے دوسرا خاصہ طویل جس کو اختصار کے ساتھ یہاں تحریری کروں گا تاکہ قارئین کی دلچسپی بھی قائم رہے اور مضمون میں ربط بھی برقرار رہے۔ تفصیل اگر کسی کو درکار ہو تو فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ کا ۱۸۹ سے صفحہ ۱۹۲ تک مطالع کرے۔

امام احمد رضا کے جواب میں جو عبارات قوسین میں نظر آئے وہ اس احقر کی ہے جو صرف قاری کو سمجھانے کی خاطر تحریر کی ہے تاکہ وہ امام احمد رضا کی بات آسانی سے سمجھ سکے آیئے اب ان دونوں فتاویٰ کا جائزہ لیں :

سوال : مرسلہ مولوی احمد شاہ

زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے ؟

جواب : اصلی باعث آدمیوں کے گناہ ہیں اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ " ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے [غالباً اس سے مراد Oceanic and Continental crust کی تہہ ہے جو یقیناً پوری زمین کو محیط ہے اور یہ سب آتشی چٹانیں ہیں] اور اس کے ریشے [اس سے مراد ان Crust کے Roots ہیں جو پوری زمین کو محیط ہے اور کہیں اس کے تہہ سو میل سے کم ہے اور کہیں یہ تہہ 500 میل سے بھی زیادہ ہے] زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں۔ جس زمین پر معاذاللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اس جگہ کے ریشے Roots کو جنبش دیتا ہے زمین ہلنے لگتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ ص ۱۸۹ مطبوعہ ممبئی انڈیا)

دوسرا مسئلہ سردار مجیب الرحمان خان نے ۲۶ صفر ۱۳۲۷ھ میں ضلع کھیری سے کیا تھا

سوال : (i) نسبت زلزلہ مشہور ہے کہ زمین ایک شاخ [سینگ] گاؤ پر ہے کہ وہ ایک مچھلی پر کھڑی رہتی ہے جب اس کا سینگ تھک جاتا ہے تو دوسرے سینگ پر بدل کر رکھ لیتی ہے اس سے جو جنبش و حرکت ہوتی ہے اس کو زلزلہ کہتے ہیں اس میں استفسار یہ ہے کہ

(۲) سطح زمین ایک ہی ہے اس حالت میں جنبش سب زمین کو ہونا چاہیے

(۳) زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہیے

(۴) گزارش یہ ہے کہ کسی جگہ کم کسی جگہ پر زیادہ اور کہیں بلکل نہیں آتا

(۵) جو کیفیت واقعی اور حالت صحیح ہو اس سے معزز فرمائے (جلد ۱۲ ص ۱۸۹)

جواب (i) زلزلہ کا سبب مذکورہ زد عوام محض بے اصل ہے [یعنی یہ گمان باطل ہے کہ زمین گائے کی سینگ پر اور وہ مچھلی پر]

(۲-۳-۴) کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے [زمین ذرات کے آپس میں جڑے رہنے سے بنی ہے اگر غور سے دیکھا جائے (خوردبین کے ذریعہ) تو یہ سب متفرقہ اجزا نظر آئیں گے اور ان کے درمیان جگہ (Voids) ہوتے ہیں] حرکت کا اثر بعض اجزا کو پہونچنا بعض کو نہ پہونچنا مستعبد [دور از قیاس] نہیں [زلزلہ اس لئے کہیں کم اور زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کوئی ایک جسم تو نہیں ذرہ ذرہ جڑا ہوا ہے اور اس میں بھی سوراخ ہیں اس لئے جنبش جب کہیں شروع ہوتی ہے تو وہ آگے جاکر کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے زلزلہ مختلف جگہ مختلف قوت کا ہوتا ہے]

عقیدہ توحید کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۃ اللہ عزوجل ہے جتنے اجزا کے لئے ارادہ تحریک ہوا انہیں پر اثر واقع ہوتا ہے وبس (ص ۱۹۰)

آگے چل کر امام احمد رضا سبب زلزلہ پر گفتگو فرماتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

خاص خاص مواقع میں زلزلے آنا دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ اور عالم اسباب اصلی بندوں کے معاصی

"مااصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیرا"O (الشوریٰ)

ترجمہ: تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے تمھارے ہاتھوں کی کمائیوں کا بدلہ ہے اور بہت کچھ معاف فرمادیتا ہے۔

اور وجہ وقوع کوہ قاف [یہ چیچنیا ملک کے پہاڑ کا سلسلہ ہے جو ایک طرف ہمالہ سے مل جاتا ہے اور دوسری طرف یہ کوہ الپائن سے ملتا ہے اور پورے یورپ سے گذرتا ہے] کے ریشے (Roots) کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے [یہاں قاف سے مراد Crust لیا گیا ہے اور یہ Crust پوری زمین کو محیط ہے جس کی جڑیں Sial تک ہوتی ہیں اور یہ Sial لاوا مائع کی حالت میں ہے] کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کی ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں۔ جبل قاف جس کا دور تمام کرہ زمین کو اپنے لپیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہو گئے [یعنی Mountion chains بن گئے جیسے ہمالیہ، الپائن، وغیرہ وغیرہ] کہیں سطح تک آکر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں [یہ Shield کے علاقے ہوتے ہیں جہاں پہاڑ تو نہیں مگر وہاں کی زمین آتشی نوعیت کی ہوتی ہے اور ان پر کسی بھی قسم کی دوسری Rock نہیں ہوتی ہیں جیسے انڈیا میں راجستھان کا علاقہ یا پاکستان میں تگر پارکر کا علاقع جہاں کی زمین پر آتشی زمین Granite Rocks کی ہے] کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوان (Shore line) سے بھی نیچے [آتشی پہاڑ کے سلسلے زمین کے نیچے کم گہرائی یا بہت گہرائی کے بعد بھی ملتے ہیں اور سمندر کے پانی کے سطح کے نیچے 7 میل کے تہ کے بعد بھی آتشی چٹانیں Oceanic Crust کی شکل میں موجود ہوتی ہیں۔ ان تینوں حالتوں میں Continen-tal/Oceanic curst کے اوپر نرم رسوبی Sedimen-tary چٹانیں پائی جاتی ہیں] ان مقامات میں زمین کا بالائی (اوپری) حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں [کہ اوپر نرم مٹی کے پہاڑ ہیں جسے جبل پور نینی تال یا پنجاب کے پہاڑی علاقے] مگر اندر اندر [یعنی نیچے ان کے نرم پہاڑوں کے] قاف کے رگ و ریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں [کہ اس نرم پہاڑوں کے نیچے آتشی پہاڑیاں Oceanic crust یا Continental crust موجود ہے جس کی شاخیں نیچے تک جاتی ہیں اور وہاں تک جاتی ہیں جہاں لاوا مائع (Sail) کی حالت میں موجود ہے اور یہ لاوا حرکت کرتا رہتا ہے اور یہ حرکت ان Roots میں حرکت پیدا کرتی ہے اور یہ اوپر منتقل ہوتی جاتی ہے اور اوپر کی سطح تک پہنچ کر وہاں زلزلہ کا سبب بنتی ہے]

جس جگہ زلزلہ کیلئے ارادۃ اللہ عزوجل ہوتا ہے قاف کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے۔ صرف وہیں زلزلہ آئیگا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی [یعنی جہاں لاوا کے حرکت سے Crust کی Root کو حرکت ہو گی

اوپر ان ہی پہاڑی علاقوں میں زلزلہ آئیگا] پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سالگ کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے درودیوار جھونکے لیتے ہیں اور تیسری جگہ زمین پھٹ کرپانی نکل آتا ہے یا بعض دفعہ مادہ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے [امام احمد رضا یہاں Earthquake کے Intensity or magnitude متعلق گفتگو فرمارہے ہیں اور اس کے اسکیل کے متعلق بتارہے ہیں کہ جب زلزلہ آتا ہے تو کہیں بلکل ہلکا محسوس ہوتا ہے کہیں زمین پھٹ جاتی ہے، وہ یا توپانی اگل دیتی ہے یا پھر بعض دفعہ آتشی مادہ نکلنے لگتا ہے جو کہ آگ کی صورت میں ہی ہوتا ہے اور ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی بہت تیز آوازیں آتی ہیں]

زمین کے نیچے رطوبتوں (Liquid magma) میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں[جو کہ پتھروں کے سوراخوں (Voides) میں موجود رہتے ہیں]اور بہت دخانی مادہ (Gaseous vapours) ہے جنبش کے سبب زمین منبع ہو کر وہ بخار و دخان نکلتے ہیں [یعنی جب زمین میں حرکت شروع ہو جاتی ہے تو اس کے سبب میں زمین میں دڑاریں پیدا ہوتی ہیں اور ان دڑاڑوں کے ذریعہ gases یا وہ بخارات جو اندر جمع تھے باہر نکلتے ہیں دھواں دھواں ہو جاتا ہے] طبیعات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے [یعنی علم طبیعات ماہرین] انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ

"ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے" (جلد ۱۲ص ۱۹۱)

[یعنی ماہرین طبیعات تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ زلزلہ اس لئے آتا ہے کہ یہ چٹانوں سے انکے اندر کی گیس یا اور قسم کی انرجی کے نکلنے کے سبب زلزلہ آتا ہے جب کہ امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ زلزلے کے نتیجے میں کہیں پانی نکلتا ہے کہیں آتشی مادہ نکلتا ہے کہیں گیس و بخارات خارج ہوتے ہیں اور وجہ زلزلہ کی اصل یہ ہے کہ ان Crustat rock کی جب Roots ہلتی ہیں تو اوپر سطح پر ان کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کے باعث اور نتیجہ میں اشیاء خارج ہوتی ہیں یا آوازیں پیدا ہوتی ہیں یا زمین ہلتی ہے اور سونا اگلتی ہے]

آخر میں امام احمد رضا سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں :

"اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہوئے جس پر زمین ہے جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں" فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ص ۱۹۱ بحوالہ کتاب العقوبات ازامام ابوبکر ابن ابی الدنیا

اہم اعلان

ماہنامہ معارف رضا کا آئندہ شمارہ "امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۰ء نمبر" ہوگا جو مئی و جون کا مشترکہ شمارہ ہوگا، قارئین نوٹ فرمالیں ----نیز برائے کرم رسالہ سے متعلق کسی بھی قسم کے معاملے کیلئے ادارہ کے پتے پر ہی رابطہ فرمایا کریں ----رسالہ دس تاریخ تک نہ ملے تو رکنیت نمبر کے حوالے سے رابطہ فرمائیں

مکتوب جامعہ ازھر

ایک تاریخی مناقشے (VIVA) کی روداد

پروفیسر ڈاکٹر نجیب جمال ★

دنیا کی قدیم ترین تہذیب اور تمدن کا کھوج لگانے نکلیں تو نظریں خود بخود اھرام مصر پر اٹکتی ہیں جو گزشتہ پانچ ہزار سال کی انسانی تاریخ دہرا رہے ہیں جنہیں دیکھ کر وقت بھی خوف زدہ سالگتا ہے انہی اھرام کے پہلو میں دنیا کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ ازھر بھی موجود ہے جو لگ بھگ ایک ہزار سال سے حکمت ودانش کے چراغ روشن کئے ہوئے ہے۔ جامعہ ازھر کو نہ صرف علوم اسلامی کی تدریس میں دنیا بھر میں فضیلت حاصل ہے بلکہ اس کی مختلف فیکلٹیز میں جدید ترین علوم کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے طب، ہندسہ، قانون، زبانوں اور سوشل سائنسز پر مبنی علوم کی علیحدہ علیحدہ فیکلٹیز یہاں قائم ہیں جامعہ ازھر کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ سو سے زائد ملکوں کے طالب علم یہاں تحصیل علم میں مصروف ہیں۔

جامعہ ازھر اپنے منفرد نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے سبب آج بھی اپنا گزشتہ مقام ومعیار برقرار رکھے ہوئے ہے یا نہیں یا یہ کہ مصر کی ایک ہزار سال کی علمی فتوحات کو مدون کیا گیا ہے اور اس طویل عرصہ پر محیط تحقیقات کو محفوظ رکھا جاسکا ہے یا نہیں یا یہ کہ اس کے کارپردازان اس کے نام، معیار اور حریت فکر کو بلند رکھنے کے لئے کس حد تک متردد اور کوشاں ہیں ان سب امور کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا جاتا ہے، تاہم اس یونیورسٹی کی ایک درخشندہ روایت اس کا امتحانی نظام ہے جس میں روایتی ''روزعایت'' کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ نتائج کا مقررہ اوقات میں اعلان، تدریسی شیڈول کی باقاعدگی، طلبہ کا پر امن رویہ ایسے مثبت پہلو ہیں جن کی تعریف کئے بغیر چارہ نہیں تاہم غیر ملکی طالب علموں کو ایک بڑی مشکل کا سامنا ہے اور وہ یہ کہ جامعہ ازھر ہر ملک کی ڈگری کو اپنے پیمانے سے پرکھتی ہے اور طالب علم کو مختلف مراحل سے گزارنے کے بعد اس کے معیار اور اہلیت تعین خود کرتی ہے اس عمل میں عموماً سال سے بھی زیادہ وقت لگتا ہے اس کے بعد داخلہ کی نوبت آتی ہے دنیا کی جن یونیورسٹیوں کا جامعہ ازھر کا معادلے (EQUALENCE) کے لئے معاہدہ ہے ان کے طالب علموں کو بھی ازھر کے پیمانے پر پورا اترنا ضروری ہے بصورت دیگر بعض اوقات ایک ایم اے پاس طالب علم کو کالج کی ابتدائی جماعتوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور یہاں سے ایم اے کی سند حاصل کرنے کیلئے بعض اوقات آٹھ دس دس سال تک انتظار کرنا پڑتا ہے چنانچہ ازھر میں عمر رسیدہ طالب علموں کی بھی ایک کثیر تعداد دکھائی دیتی ہے۔ یہ مشکل صورت حال ان ملکوں کے طالب علموں کو بطور خاص درپیش ہے جن کے نصاب تعلیم میں لکیر کو پیٹنے کی روایت برقرار رکھی گئی ہے اور گزشتہ پوری صدی میں نصاب کو چند کتابوں تک محدود کردیا گیا تھا ایسے ملکوں کو اب لازماً نئی صدی کی دستک لینی چاہئے۔ ان مسائل پر پاکستان میں بھی اعلیٰ اختیاراتی سطح پر غور کرے اور پاکستان کی جامعات میں علوم اسلامی کے شعبوں کے نصاب کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹیوں اور بطور خاص جامعہ ازھر کے

★ (استاد زائر شعبہ اردو، کلیۃ لغات وترجمہ جامعہ ازھر، القاہرہ، مصر)

نصاب سے ہم آہنگ کرنے جامعہ ازہر سے پاکستانی جامعات کے معادلے کے معاہدوں کی تجدید کی ضرورت ہے تاکہ پاکستانی طالب علموں کے قیمتی سالوں کے ضیاع کا سدباب ہو سکے اور ان کا مستقبل بے یقینی کی دلدل سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ ان سطور میں جن مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پاکستان کے طالب علم متاثر ہوئے ہیں جنکی بڑی تعداد جامعہ ازہر میں زیر تعلیم ہے امثال امر کے طور پر عرض ہے کہ گذشتہ برس تقریباً دس طالب علم پاکستان کے مختلف شہروں سے یہاں حصول علم کی خاطر وارد ہوئے مگر یہ سب طالب علم معادلے کا معاہدہ نہ ہونے کے سبب ابھی تک ثانوی جماعتوں میں بھی داخلہ حاصل نہیں کر سکے کالج کی سطح کا چار سالہ اور ایم اے کی سطح کا تین سالہ مرحلہ اس کے بعد آتا ہے، ان میں سے کوئی طالب علم بھی یہاں آنے سے پہلے جامعہ ازہر کے ضابطوں سے آشنا نہیں تھا نتیجۃً بیشتر طالب علم واپس جا چکے ہیں اور جو باقی بچے ہیں وہ بھی وطن واپسی کے لئے پر تول رہے ہیں ایسی صورت حال میں حکومتی سطح پر غور و فکر کے لئے کچھ باتیں فوری توجہ چاہتی ہیں

۱......پاکستانی جامعات اور جامعہ ازہر کے مابین معادلے کا معاہدہ۔

۲......پاکستانی طالب علموں کو مصر روانہ ہونے سے پہلے مکمل بریفنگ کا بندوبست۔

۳......پاکستانی جامعات، جامعہ ازھر اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹیوں کے نصاب تعلیم میں ہم آہنگی کے لئے عملی کوششوں کی ضرورت۔

۴......جامعہ ازھر میں زیر تعلیم پاکستانی طالب علموں کے تعلیمی وظائف میں معقول اضافہ۔ یاد رہے کہ کچھ طالب علموں کو پچاس ڈالر ماہوار وظیفہ ملتا ہے جو کہ مصر کی مہنگائی کے مقابلے میں بہت معمولی ہے طالب علموں کی اکثریت اس معمولی وظیفے سے بھی محروم ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت تمام طالب علموں کی بلا تخصیص ماہانہ وظیفہ مقرر کرے کیونکہ یہی طالب علم کل ایک معتدل روشن خیال معاشرے کی بنیاد ڈالیں گے۔

مذکورہ بالا مفروضات صورت احوال واقعی کے طور پیش کی گئی ہیں لہٰذا اس طویل جملہ معترضہ سے گریز کرتے ہوئے جامعہ ازھر کے شب و روز میں سے ایک خاص دن کی روداد پیش کرنا چاہتا ہوں جس دن ایک پاکستانی طالب علم ممتاز احمد سدیدی نے اپنے مقالے بہ عنوان "الشیخ احمد رضا خاں البریلوی الہندی شاعر اًعربیاً"، پر جامعہ ازھر سے ایم اے کی سند بہ درجہ ممتاز حاصل کی۔

جامعہ ازھر کا ایک امتیاز خاص یہ ہے کہ یہاں کسی بھی درجے کے امتحان کے لئے پیش کئے گئے مقالے کا زبانی امتحان طالب علم کے لئے ایک طویل صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے جس سے اسے بقائمی ہوش و حواس گزرنا پڑتا ہے یہ امتحان طویل دورانیے پر مبنی ایک عام جلسے کی صورت ہوتا ہے جس کا باقاعدہ اعلان اشتہارات کے ذریعے کیا جاتا ہے اس میں اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ موضوع میں دلچسپی رکھنے والے ہر شعبہ زندگی کے لوگ شریک ہوتے ہیں اسی سلسلے میں باقاعدہ دعوتی کارڈ بھی تقسیم کئے جاتے ہیں کاروائی کے ابتدائی مرحلے میں مقالے کا نگران ابتدائی کلمات ادا کرتا ہے اور بطور خاص موضوع کی اہمیت اور مقالہ نگار کے ذوق جستجو کا تذکرہ کرتا ہے اس کے بعد مقالہ نگار اپنے موضوع کا تعارف اور مقالے کے مندرجات کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں ممتحنین کو مقالے کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے اور مقالے کے محاسن و معائب کو زیر بحث لانے، سوال اٹھانے اور مقالہ نگار سے جواب طلب کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے یہ مرحلہ مقالہ نگار کے لئے خاصا بھاری ہوتا ہے۔ اس کے مقابل دو ایسی شخصیات ہوتی ہیں جن

کے علمی حیثیت مستند سمجھی جاتی ہے یہی وہ مرحلہ ہے جب مقالہ نگار کی تحقیقی لغزشیں ایک ایک کر کے بھرے مجمع کے سامنے آنا شروع ہوتی ہیں اور اسے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق ہر صورت اپنا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ آخری مرحلے میں حاضرین جلسہ کے سامنے نتیجے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

پاکستانی طالب علم ممتاز احمد سدیدی کے مقالے کے مناقشے میں شریک ہونا میرے لئے نہایت خوشی کا باعث تھا ان کے موضوع سے میری دلچسپی ایک کتاب بہ عنوان "نظارہ روئے جاناں کا" کی شکل میں جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہے اس کتاب میں مولانا احمد رضا خاں اور دو نعتوں کا انتخاب اور میرا مقدمہ شامل ہے یہی مقدمہ قاھرہ سے حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب "مولانا امام احمد رضا خاں" مرتبہ حازم محمد محفوظ میں بھی شامل ہے۔ میں نے لکھا تھا:

"ان کی نعتوں کا ایک ایک لفظ، ایک ایک مصرع اور ایک ایک شعر عشق رسول ﷺ میں رقص کرتا دکھائی دیتا ہے۔ لفظ گنجینۂ معنی کا طلسم، مصرعے کیف و مستی میں ڈوبے ہوئے اور اشعار سرشاری اور وجد آفرینی کا منبع، یہ ہے امام احمد رضا خاں کی نعت جس میں کیفیات روحانی اور مقامات وجدانی کے طرفہ امکانات دکھائی دیتے ہیں اور انہیں ایک منفرد نعت گو بناتے ہیں"

(بحوالہ اردو نعت گوئی کے امام، امام احمد رضا خاں" صفحہ ۱۶۲)

مناقشے میں پاکستانی ایمبسی سے جناب منیر مفتی (ایجوکیشن کونسلر) جناب عمران مشتاق نیازی (فرسٹ سیکرٹری) اور جناب اسلم خاں (فرسٹ سیکرٹری) بھی شریک ہوئے قاھرہ کی جامعات کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک سے جامع ازھر میں بغرض حصول تعلیم آئے ہوئے طلبہ کی بھاری تعداد نے شرکت کی ان میں بنگلہ دیش، بھارت، افغانستان، آزربائجان، تاجکستان، سری لنکا، چین، انڈونیشیا، ملائشیا، نائیجیریا، فلپائن، تھائی لینڈ، نائیجر، سوالیہ، کینیا، جیبوتی، اریٹریا، جزر اقمر، بوکینا فاسو، مڈغاسکر اور سینی گال کے طلبہ شامل تھے۔

مناقشے کی اس محفل کا آغاز حسب معمول تلاوت کلام مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا اس کے بعد مقالے کے نگران ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس نے حسب دستور سابق ابتدائی کلمات میں مقالے کی موضوع شخصیت، مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا:

"شاید بہت سے سامعین نے اس شخصیت کے بارے میں کچھ نہیں پڑھا ہوگا وہ عرب نہیں تھے لیکن آپ حضرات جب ان کی عربی شاعری کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو خوشگوار حیرت ہوگی وہ ایسے شاعر تھے کہ اگر آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ عجمی تھے تو آپ ان کو عربی شاعر ہی تصور کریں گے ہم جب ان کے عربی دیوان کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معیاری عربی شاعری پڑھنے کو ملتی ہے"۔

ڈاکٹر رزق مرسی کی یہ رائے محض مقالے کے نگران کی رائے نہیں اہل مصر جانتے ہیں کہ وہ عربی زبان ادب کے کیسے جید پارکھ ہیں انہوں نے کہا:

"مولانا کے اشعار میں عقل و خرد اور قلب و نظر کی یکجائی دکھائی دیتی ہے ان کی پوری شاعری ایک انتخاب ہے جس کا مقالہ نگار نے تحقیقی اصولوں کے مطابق حق ادا کیا ہے" ڈاکٹر رزق مرسی نے مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت کے بارے میں کہا "وہ بلاشبہ اردو، فارسی اور عربی کے عظیم شاعر تھے جو بر صغیر میں پیدا ہوئے انہوں نے قرآن کی زبانی اور عربی ادب پر قابل قدر

توجہ دی یہی نہیں بلکہ انہوں نے پچپن (۵۵) علوم و فنون میں مہارت حاصل کی وہ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں اس دار فانی سے کوچ کیا اس عرصہ حیات کا ایک بڑا حصہ انہوں نے عربی زبان و ادب کے مطالعہ میں صرف کیا۔ قدرت نے انہیں ادبی و شعری ذوق عطا کیا تھا انہوں نے اپنی اس صلاحیت کو کبھی تصنیف و تالیف اور کبھی شاعری میں منتقل کیا ان کی عربی شاعری بھی اردو کی طرح بے حد جاندار ہے اس لئے ہم پر بھی یہ لازم تھا کہ ان پر اسی طرح توجہ دیں جیسے انہوں نے ہماری زبان پر دی"

مقالہ کے بارے میں بھی ڈاکٹر رزق مرسی نے مشفقانہ جذبات کا اظہار کیا اور انہیں مقالہ کا خلاصہ پیش کرنے کی دعوت دی۔

مولانا احمد رضا خاں کے تمام عربی کلام کو جناب حازم محمد محفوظ نے "بساتین الغفران" کے عنوان سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور رضا دارالاشاعت لاہور کے تعاون سے ۱۹۹۷ء میں شائع کیا۔

مقالہ نگار ممتاز احمد سدیدی نے اپنے موضوع کا تعارف کراتے ہوئے کہا:

"یہ مقالہ بظاہر ایک خاص شخصیت کے عربی ادب میں خدمات سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ بحث درحقیقت امام احمد رضا خاں کے حوالے سے برصغیر کے عربی ادب کے بارے میں ہے اور ایک ایسے شاعر کو خراج تحسین ہے جو غیر عربی ماحول میں پلا بڑھا مگر اس نے عربی شاعری کے عمدہ نمونے پیش کئے"

مقالے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ:

"یہ مقالہ ایک مقدمہ اور تین ابواب پر مشتمل ہے مقدمہ موضوع کے انتخاب سے لے کر مقالے کی تکمیل تک جملہ مراحل تحقیق کا تذکرہ اور محسنین کا شکریہ ادا کیا گیا ہے مقالہ کے پہلے باب کا عنوان "مولانا احمد رضا اور ان کا زمانہ" ہے جس میں چار فصلیں۔

۱۔ مولانا کے دور میں تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی حالات۔

۲۔ مولانا کی پیدائش، نشوونما، خاندان اور حالات زندگی۔

۳۔ مولانا کی تعلیم، ذوق و شوق، مختلف علوم میں مہارت اور تصنیف و تالیف۔

۴۔ انگریز استعمار کے دور میں برصغیر کے عربی ادب کا جائزہ

دوسرے باب کا عنوان "مولانا کی عربی شاعری کے موضوعات" ہے اس کی پہلی فصل میں مولانا کی نعتوں اور منقبتوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اسی باب کی دوسری فصل میں عربی قصاید کے علاوہ قطعات، رباعیوں اور تاریخ گوئی پر مشتمل اشعار کے موضوعات پر بحث کی گئی ہے تیسری فصل میں "ھجاء" کے عنوان سے اس عربی شاعری کا مطالعہ کیا گیا ہے جو مولانا نے دینی اصلاح کی غرض سے لکھی تھی چوتھی فصل میں مناجات، صوفیانہ غزل، دینی احساسات اور سیرت رسول ﷺ پر مبنی کلام کا مطالعہ کیا گیا ہے مقالے کا تیسرا باب مولانا کے عربی دیوان کے تنقیدی اور تحلیلی جائزے پر مشتمل ہے پہلی فصل میں لسانی اور اسلوبیاتی خوبیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے دوسری فصل میں برصغیر کے عربی شاعروں میں مولانا کے مقام و مرتبہ کا تعین کیا گیا ہے مقالے کے آخر میں اہم نتائج، مراجع اور موضوعات کی فہرست پیش کی گئی ہے۔

مقالہ نگار کے بعد مقالے کے پہلے ممتحن اور جامعہ ازھر کے سابق پریزیڈنٹ (وائس چانسلر) پروفیسر ڈاکٹر محمد السعدی فرھود کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی انہوں نے گفتگو کے آغاز میں ہی یہ کہہ کر مقالہ نگار کی محنت کی داد دی کہ:

''انہوں نے نہایت عمدہ موضوع کا انتخاب کیا ہے اور وہ تحقیق کے دوران مولانا احمد رضا خاں کی شخصیت اور فکر کے جواہر ریزے سمیٹنے میں کامیاب ہوئے ہیں''۔ اس کے بعد انہوں نے مقالہ نگار کی تحقیقی اغلاط کی طرف توجہ دلائی اور آئندہ پی ایچ ڈی کے مقالے کے لئے زیادہ عمیق مطالعے زیادہ منطقی انداز اور زیادہ معروضی و غیر جانبدارانہ موقف اختیار کرنے کا، مشورہ دیا ان کے بعد مقالے کے دوسرے ممتحن پروفیسر ڈاکٹر القطب یوسف زید نے محاکے کا فریضہ سنبھالا اور کہا :

''مقالہ نگار نے ایک اہم اور وسیع موضوع کا انتخاب کیا ہے انہوں نے ایک ایسے شاعر کا مطالعہ کیا ہے جن کے فنون متعدد اور شاعری کے ادبی اور فکری زاویے متنوع ہیں اس کے باوجود اہل نقد نے ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی کہ عربی اہل زبان بھی انہیں جان اور پہچان سکتے مقالہ نگار نے یہ فریضہ سرانجام دیا ہے اس مقالے کی خاص اہمیت یہ ہے کہ یہ ہمیں اس ضرورت کا احساس دلاتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں جیسی عصر حاضر کی اسلامی تاریخ کی قد آور شخصیت سے متعارف ہونے اور ان کا مقام پہچاننے کی کتنی ضرورت ہے تاکہ امت مسلمہ کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو سکے اس کے بعد انہوں نے مقالے کے بارے میں اپنے تنقیدی ملاحظات اور مقالہ نگار کی لغزشوں کی بڑی دقت نظری سے اصلاح کی اور بعض مقالات پر بامعنی اور دلچسپ استفسارات بھی کئے مثلاً انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے معروف سیاسی شخصیت گاندھی کے بارے میں مقالہ نگار کی رائے جانبدارانہ اور متعصّبانہ معلوم ہوتی ہے جب کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ہندوستان کے غیر متنازعہ رہنما تھے اس اعتراض کا تسلی بخش جواب مقالہ نگار نے دیا اور کہا کہ گاندھی کی شخصیت حد درجہ متنازعہ اور ہندوتان کی سیاست میں ان کا کردار مشکوک ہے درحقیقت گاندھی کی شخصیت کے دو چہرے تھے ایک وہ جس کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور اسے ہندو مسلم اتحاد کا داعی کہا جاتا ہے اور دوسرا وہ چہرہ جس کا خبث باطن ابھی پوری طرح ظاہر نہیں کیا گیا حالاں کہ اس نے درپردہ ہمیشہ اسلام دشمنی کی اور مسلمانوں کا برا چاہا، ان کے اس جواب پر ممتحن نے حیرت اور اطمینان کا اظہار کیا۔

یہ علمی نشست تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی اور جونہی پروفیسر ڈاکٹر القطب یوسف زید نے گفتگو ختم کی حاضرین جلسہ سے گزارش کی گئی کہ وہ کچھ وقت کے لئے ہال سے باہر تشریف لے جائیں تاکہ مناقشہ کا نتیجہ تیار کیا جاسکے تقریباً دس منٹ کے بعد ہال کے دروازے دوبارہ کھلے اور تمام حاضرین کی موجودگی میں اعلان کیا گیا کہ مناقشہ کمیٹی الازھر یونیورسٹی کو تجویز پیش کرتی ہے کہ ممتاز احمد سدیدی کو کلیہ دراسات اسلامیہ و عربیہ کے شعبہ عربی زبان وادب سے ''ادب و تنقید'' میں ایم اے کی ڈگری بدرجہ ممتاز عطا کی جائے اس کے بعد مبارکبادیوں کے شور میں یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

قارئین کرام برصغیر پاک و ہند کی کسی علمی و ادبی شخصیت پر جامعہ ازھر سے سند امتیاز حاصل کرنے کا یہ پہلا موقع نہیں ہے اس سے پہلے اقبالؔ کی شخصیت شاعری اور افکار پر جامعہ ازھر میں متعدد تحقیقی مقالات لکھے جاچکے ہیں۔ جامعہ ازھر میں بالعموم اور مصر میں بالخصوص علامہ اقبالؔ کے فکر و فن میں بہت دلچسپی پائی جاتی ہے جس کی تفصیل راقم کے مضمون ''اقبالیات اور مصر'' مطبوعہ اخبار اردو میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی طالب علموں کی حکومتی سطح پر سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی جائے ان کے مسائل پر توجہ دی جائے تاکہ وہ پاکستان کی تاریخ، تہذیب اور علمی سرمائے کو پوری دلجمعی کے ساتھ عرب دنیا سے متعارف کراسکیں۔

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ★

اِبطالِ قلوب

کسی انسان کے دو دل ہونے کی تحقیق

قلب (Heart) انسانی جسم کا ایک اہم عضو ہے جو دونوں پھیپڑوں کے ---- درمیان ---- مخروطی ---- شکل میں ہوتا ہے ---- یہ سینے میں سامنے کی طرف اس طرح ترچھا ہوتا ہے کہ اس کا ایک تہائی حصہ خط وسطی سے دائیں جانب اور بقیہ دو تہائی حصہ بائیں جانب ہوتا ہے ---- (۱)

قلب کی جسامت مٹھی (Fist) کے برابر ہوتی ہے ---- اس کا طول تقریباً بارہ (۱۲) سینٹی میٹر، چوڑائی نو (۹) سینٹی میٹر اور موٹائی عام طور پر چھ (۶) سینٹی میٹر ہوتی ہے اس کا وزن مردوں میں تین سو گرام اور عورتوں میں ڈھائی سو گرام تک ہوتا ہے (۲) ---- انسانی جسم میں قلب کے دو اہم کام ہیں اور ان ہی دو کاموں پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے ----

۱ ---- انسانی جسم کے نظام دوران خون میں قلب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جو اپنی انقباضی قوت (Contraction Force) کے ذریعہ خون کو عروق (Vessels) میں رواں رکھتا ہے ----

۲ ---- انسانی اعضاء کے افعال اور ان کو کسی بھی کام کے انجام دینے کیلئے قوت ارادہ فراہم کرنا ----

آج کا زمانہ عجائبات کا زمانہ ہے ---- روزانہ نت نئے عجائبات کا ذکر ہم سنتے رہتے ہیں ---- ان میں سے ایک عجوبہ یہ بھی ہے کہ کسی انسان کے دو قلوب (Hearts) ہوں ----

۱۳۲۵ھ کی بات ہے کہ کسی نے حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا (۳) کہ حال ہی میں دو ایسے اشخاص پائے گئے ہیں جن کے دو دو دل ہیں اور ڈاکٹروں نے اپنے طور پر تحقیق کر کے اس بات کی تصدیق بھی کر دی ہے کہ ان کے دو دل ہیں جبکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (۴)

"اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں رکھے"

لیکن دوسری جگہ یہ بھی فرماتا ہے ----

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (۵)

"وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں
کے پیٹ میں جیسی چاہے"

اس کے جواب میں امام احمد رضا نے قرآن و حدیث کے علاوہ جو عقلی دلائل پیش فرمائے ہیں اور جس احسن انداز سے دو قلوب کا ابطال فرمایا ہے یہ انہی کا خاص حصہ ہے، چنانچہ فرماتے ہیں ----

قلب وہ عضو ہے کہ سلطان اقلیم بدن و محل عقل و فہم و منشاء قصد و اختیار و رضا و انکار ہے ---- ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے ----

آیۂ کریمہ (بحوالہ نمبر ۴) میں "رجل" نکرہ ہے اور تحت نفی داخل ہے تو مفید عموم و استغراق ہے یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل نے کسی کے دو دل نہ بنائے ---- حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ :

★ (ریسرچ اسکالر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان)

"بدن میں ایک پارہ گوشت ہے کہ وہ ٹھیک ہے تو سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، سنتے ہو، وہ دل ہے"----

تو اگر کسی کے دو دل ہوں، ان میں ایک ٹھیک رہے اور ایک بگڑ جائے تو معاً چاہیے کہ ایک آن میں سارا بدن بگڑ جائے اور ایک آن میں سارا بدن سنبھل جائے، دونوں ایک ساتھ ہوں، یہ محال ہے---- جب دو دل ہوں، ایک نے ارادہ کیا یہ کام کیجئے اور دوسرے نے ارادہ کیا یہ کام نہ کیجئے تو اب بدن ایک کی اطاعت کرے گا یا دونوں کی، یا کسی کی نہیں----! ظاہر ہے کہ دونوں کی اطاعت محال ہے اور دونوں میں سے کسی کی اطاعت نہ ہو تو ان میں سے کوئی بھی قلب نہیں کہ قلب تو وہی ہے کہ بدن اسی کے ارادے سے حرکت و سکون کرتا ہے ----اور اگر دونوں میں سے ایک کی اطاعت کرے گا دوسرے کی نہیں تو جس کی اطاعت کرے گا، وہی قلب ہے اور دوسرا "بد گوشت" ہے جو کہ بدن میں قلب کی صورت پر پیدا ہو گیا، جیسے کسی کے پنجے میں چھ (6) انگلیاں اور بعض کے ہاتھ میں دو ہاتھ لگے ہوتے ہیں، ان میں جو کام دیتا ہے اور اپنے صحیح مقام پر ہے وہی ہاتھ ہے جبکہ دوسرا "بد گوشت" ہے (جو ہاتھ کی صورت میں جسم میں پیدا ہو گیا)----دو دل کی تحقیق کے سلسلے میں اگر ڈاکٹروں کا بیان سچا ہو تو اس کی یہی صورت ہو گی کہ بدن میں ایک "بد گوشت" بصورت دل زیادہ پیدا ہو گیا ہو گا----ہاتھ میں تو یہ ہو بھی سکتا ہے کہ اصلی اور زائد دونوں ہاتھ کام دیں، مگر قلب میں یہ ناممکن ہے---- آدمی، روح انسانی سے آدمی ہے اور اسی کے مرکب کا نام قلب ہے، روح انسانی متجزی نہیں کہ آدھی ایک دل میں رہے اور آدھی دوسرے دل میں رہے---- معلوم ہوا کہ جس سے وہ اصالۃً متعلق ہو گی، وہی قلب ہے، دوسرا سلب ہے----

آیۂ کریمہ میں "يصوركم في الارحام كيف يشاء" فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں تمہاری تصویر بناتا ہے جیسی وہ چاہے، یہ نہیں فرمایا کہ جیسی تم چاہو اور اپنے خیالات میں گڑھو، ویسی ہی تصویر بنا دے---- یہ محض باطل ہے----

اور رب تعالیٰ نے اپنی مشیت خود ارشاد فرما دی کہ اس نے کسی کے اندر دو دل نہ رکھے، تو اس کے خلاف تصویر بھی نہ ہو گی (۶)"----

نوٹ----ایکسرے، الٹراساؤنڈ اور علوم ارحام سے متعلق امام احمد رضا کی تحقیقات نادرہ جاننے کیلئے امام احمد رضا کے درج ذیل رسالہ سے رجوع فرمائیں----

"الصمصام علیٰ مشكك فی آیة علوم الارحام" (۱۳۱۵ھ)

حوالاجات

(۱) محمد سعید، حکیم، قسیم الدین، حکیم، نعیم الدین، حکیم، کتاب الابدان، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء صفحہ ۲۴
(۲) ایضاً
(۳) احمد رضا، مولانا، فتاویٰ رضویہ، جلد دوازدہم، مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۹۴
(۴) قرآن حکیم، ۳-۳-۴
(۵) قرآن حکیم، ۳-۶
(۶) احمد رضا، مولانا، فتاویٰ رضویہ، جلد دوازدہم، مطبوعہ ممبئی ۱۹۹۴ء، صفحہ نمبر ۱۹۵

مولانا احمد رضا خاں کی شاعری میں،
لسانی تشکیلات اور مقامی اثرات

از : تنظیم الفردوس ★

انیسویں صدی کے اواخر میں مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری سامنے آئی اس وقت سادگیٔ زبان و بیان کو انتہائی اہمیت حاصل تھی---- سادگیٔ زبان و بیان کی یہ خصوصیت اس بناء پر بھی پروان چڑھی تھی کہ جیسے جیسے زبان ارتقاء کے مدارج طے کر کے آگے بڑھتی جارہی تھی اس کا تعلق زمین سے استوار ہو رہا تھا (یہاں اردو زبان کے ارتقائی مراحل میں جن زبانوں کے اثرات قائم ہوئے ان کا تذکرہ طوالت کا باعث ہوگا اور یقیناً اہل علم ان سے آگاہ ہیں)---- شاعری کے عام موضوعات اور نعتیہ شاعری میں حد فاصل قائم ہے یہاں شاعر کو بڑی ہوشیاری سے حدود آداب کے اندر رہتے ہوئے قدم اٹھانا پڑتا ہے نہ یہاں بے راہ روی کی گنجائش ہے اور نہ بے باکی کی۔ در حقیقت نعت جیسے مشکل وارفع موضوع کے تحت سادگی زبان کا برقرار رکھنا بہت مشکل ہے اس لئے کہ نعت رفعت مضمون اور شکوہ الفاظ کی طالب ہے اور سادگی زبان، رفعت مضمون اور شکوہ الفاظ کا ساتھ نہیں دے سکتی لیکن مولانا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے نعت میں زبان کے تقاضوں کو بھی پورا کیا اور رفعت مضمون، پاکیزگی تخیل اور مضمون آفرینی کو ہر قسم کے لوث سے محفوظ رکھا۔

بہت اہم بات یہ کہ مولانا موصوف کو زبان کی یہ صفائی اور سادگی کسی استاد کی رہنمائی کی بدولت میسر نہیں آئی بلکہ ان کے تبحر علمی نے خود لوازم شاعری اور طرز ادائے محاسن کے راز ان پر کھول دیئے تھے اور جب انہوں نے اس فن کو اپنایا تو زبان کی جو عام روش اور طرز تھا اسی کی ترجمانی کی---- فن پر عبور کا یہ عالم تھا کہ جہاں چاہتے سلاست و فصاحت کے دریا بہا دیتے، جہاں چاہتے تشبیہ و استعارہ سے کام لیتے، جب چاہتے شعر کو صنائع بدائع کے نگینوں سے مرصع فرماتے، زبان اور طرز بیان کے جس سانچے میں چاہتے شعر کو ڈھال دیتے ---- ہر موضوع و مضمون اپنی بلندی اور رفعت کے تقاضے کے اعتبار سے الفاظ چاہتا ہے اور مولانا رضا نے اس کا بھرپور اہتمام رکھا ہے ان کو زبان و بیان پر پوری قدرت حاصل تھی لیکن "با محمد ﷺ ہوشیار" کے مصداق ان کو ہر قدم اس کا اہتمام رکھنا بھی ملحوظ تھا جب وہ زبان کی بے ساختگی اور سلاست کو نعت شۂ کونین ﷺ سے ہم آہنگ نہیں پاتے تو بجائے سادگی کے شکوہ الفاظ، فارسی تراکیب سے کام لیتے یا استدلال کے وقت صنعت اقتباس و تلمیح کام میں لاتے یا تشبیہ و استعارے کے حسین لباس سے عروس مضمون کو آراستہ کرتے۔

مولانا احمد رضا کے مجموعہ کلام، "حدائق بخشش" سے یہ غزل ملاحظہ کیجئے، اور یہ خیال رہے کہ عمومی غزل نہیں تغزل کے سہارے زبان کا لطف پیدا کرنا چنداں دشوار نہیں مگر نعت گوئی فصاحت زبان کے ساتھ ایک بڑا سلیقہ بھی چاہتی ہے یہاں اظہار حق کے ساتھ ساتھ ہمہ دانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے،

★ (لیکچرار، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی)

تبحر علمی ہی زبان کے ساتھ نعت کا مضمون پیدا کر سکتا ہے۔ اس غزل میں ملاحظہ کیجئے کہ انھوں نے زبان کے کیسے کیسے جوہر دکھا ئے ہیں اور کیسے کیسے بلند مضامین کو چند الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

ہائے رے نیند مسافر تیری — کوچ تیار ہے کیا ہوتا ہے

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے — بار سابار ہے کیا ہوتا ہے

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ — زور پر دھار ہے کیا ہوتا ہے

ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ — وہ کڑی مار ہے کیا ہوتا ہے

آخری دید ہے آؤ مل لیں — رنج بیکار ہے کیا ہوتا ہے

طوالت کے ڈر سے پوری غزل پیش نہیں کر رہی ہوں، پوری غزل پڑھیے ہر شعر میں ایک نیا کیف ہے۔ ایک اور جگہ زبان کا لطف اور بے ساختگی ملاحظہ ہوں

غم ہو گئے بے شمار آقا — بندہ تیرے نثار آقا

بگڑا جاتا ہے کھیل میرا — آقا! آقا! سنوار آقا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے — تم کو تو ہے اختیار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی — ڈوبا! ڈوبا! اتار آقا

☆ ☆ ☆

سائلو! دامن سخی کا تھام لو

کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

اے رضاؔ ہر کام کا اک وقت ہے

دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

نعت کے مضمون کے ساتھ شوخی، بیان کا تصور کہ یہ مقام وہ ہے جہاں فرشتوں کے پر بھی جلتے ہیں مگر خامہ رضا نے مشکل میں یہ اہتمام کیا کہ دامن ادب کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے

بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے

ارے تیرا برا، خدا نہ کرے

چھوٹی بحر اور زبان کا لطف دیکھئے:

اللہ! اللہ کے نبی سے

فریاد ہے نفس کی بدی سے

شب بھر سونے ہی سے غرض تھی

تاروں نے ہزار دانت پیسے

مولانا احمد رضا خاں کا کمال ہے کہ "قصیدۂ نوری" میں محض ایک موضوع یعنی مدینہ منورہ کی صبح اور سرور کائنات ﷺ کا نور مبارک کے تحت بے مثال اشعار پیش کئے ہیں جن میں مضمون آفرینی کے جوہر بھی دکھائے ہیں اور زباندانی کے بھی:

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا

مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

اس قصیدۂ نوری میں اعلیٰ حضرت نے ایک ہی نور کو ساتھ انداز سے بیان کیا ہے اور ہر شعر کا جدا گانا لطف اور زبان پُر کیف ہے یہی انداز ایک تحیۃ و سلام میں ملاحظہ فرمائیں۔

باٹ نہ در کے کہیں، گھاٹ نہ گھر کے کہیں

ایسے تمہیں پالنا، تم پہ کروڑوں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز

ایک تمھارے سوا، تم پہ کروڑوں درود

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا، تم پہ کروڑوں درود

ایک دوسرے سلام، میں فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگا نے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

چھوٹی بحروں میں نعت کہنا ایک کڑی منزل ہے اور خامہ رضا نے ان چھوٹی چھوٹی بحروں میں عجیب عجیب گل کاریاں کی ہیں۔

اپنے اچھوکا تصدق ہم بروں کو بھی نبا ہو
بد کریں ہر دم برائی تم کہو ان کا بھلا ہو

مندرجہ بالا اشعار جو میں نے کلام رضا سے منتخب کئے ہیں ان سے بہ آسانی یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت رضا کو زبان پر کس قدر قدرت حاصل تھی۔ زبان پر ان کو یہ قدرت ان کے وسیع عالمانہ پس منظر کی بناء پر حاصل تھی۔ عربی و فارسی زبانوں میں تو آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور مختلف علوم کے حوالہ سے عربی میں آپ کی کتابیں اہل عرب کے لئے مثال ثابت ہوئیں۔ فارسی میں آپ کی شعری کاوشیں موجود ہیں۔ لیکن زبان کے حوالے سے مقامیت کے اثرات آپ کے کلام میں نہایت واضح اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مقامی اثرات محض ہندی اور مقامی الفاظ کو اشعار میں جگہ دینے کی بناء پر قائم نہیں ہوتے بلکہ آپ اپنی عالمانہ قادر الکلامی کو بروے کار لاتے ہو ئے عربی و فارسی کے الفاظ کی مقامی الفاظ و محاورات کے ساتھ ایسی دلکش پیوند کاری کرتے ہیں کہ جس کی مثال ان کے عہد کے کسی شاعر کے یہاں ملنی مشکل ہے۔ محسن کاکوروی کا قصیدہ جسکا مصرعہ اول ہے "سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل" اردو نعت گوئی کی تاریخ میں بیحد اہمیت کا حامل ہے۔ اس قصیدے میں شاعر نے ہندوستانی اساطیر کی علامتوں اور مقامات کو ایک نئے ڈھنگ سے پیش کیا اور نئی معنویت عطا کی۔ مولانا احمد رضا خاں کے یہاں اس سے مختلف انداز ہے انھوں نے مفرد و مرکب الفاظ کی نئی نئی تشکیلات کیں اور استعارات و کنایات کو مختلف تخلیقی جہتوں سے پیش کرنے کی کوششیں کی ہیں مقامی الفاظ و محاورات کا انتہائی وسیع ذخیرہ ہمیں ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔ مقامی الفاظ و محاورات کی کثیر تعداد اور ان کے فنکارانہ استعمال کی بناء پر وہ اردو کے مایہ ناز شعرا نظیر اکبر آبادی، انیس اور جوش سے کسی بھی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ صرف ان کے ایک قصیدۂ نوری میں محاورات کی کثیر تعداد نظر آتی ہے۔ جو ان کے علمی مقام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک اور اہم کام جو نعت گوئی کے حوالے سے اولیات میں ہے وہ یہ کہ احمد رضا خاں نے پہلی مرتبہ اردو غزل کے استعارات، علامتوں اور تشبیہات کو بالکل نئے، مختلف اور اعلیٰ تر تناظر میں پیش کیا۔ حسن محبوب کی جلوہ فرمائی کو جس جس انداز سے آپ نے اپنے کلام میں پیش کیا ان سے پہلے نعت گوئی میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تغزل کی شاعری میں عشق اور اس کی مختلف کیفیات مثلاً انتظار، دیدار، فرق و ہجر، وصل و ملاقات کے موضوعات کو آپ نے عام انسانی سطحوں سے اٹھا کر ایک اعلیٰ تر سطح بخش دی۔ ایک مختصر مضمون میں ان کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

اس ایک غزل کے چند اشعار میں ہی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولانا رضا کے یہاں کیسی برجستگی اور بے ساختگی ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مختلف زبانوں کے الفاظ ان کے علوئے خیال کے زیر سایہ باادب نظریں جھکائے کھڑے اور اپنے اپنے مقام پر ان کے اشارے سے جڑتے چلے جاتے ہیں گویا لفظوں کے لئے یہ مقامات مناسب ترین ہوں۔ قصیدۂ نوری کی چند مثالیں بھی پیش کرنا چاہوں گی۔ ملاحظہ کیجئے کہ مولانا رضا نے کس کس طرح سے الفاظ وتراکیب کو اپنے موضوع کی مناسب سے استعمال کیا کہیں خالصتاً مقامیت اجاگر ہے تو کہیں پورا یا آدھا عربی یا فارسی کا ہے یا ان زبانوں کی کوئی نمایاں ترکیب نظر آرہی ہے اور فوراً روز مرہ اور مقامی محاورہ ایسا جڑتا ہے کہ دونوں میں کوئی تضاد، تفاوت یا بے جوڑپن نہیں محسوس ہوتا۔

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گپھا نور کا

جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

یہاں لفظ ''توڑا'' دونوں مصرعوں میں الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ کلام رضا کا موضوع یکساں ہونے کے باوجود اس کلام میں مولانا احمد رضا خاں نے عشق رسول اللہ ﷺ کو بنیاد بنا کر جذبات انسانی کو عمومی طور پر اور ایک عاشق صادق کے جذبات کو خصوصیت سے نیرنگیوں کے ساتھ پیش کیا ہے جس میں اردو زبان اپنے تمام اسالیب اور انداز بیان کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں ان تمام تشکیلات لسانی کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ لہذا میں نے محض اشارے پیش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

(دوسری اور آخری قسط)

فقیہ اعظم ہند

مفتی شریف الحق امجدی کا کارنامہ

علامہ عبدالحکیم شرف قادری ★

میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ طلباء راستے کے دونوں طرف قطاریں بنا کر کھڑے ہیں، گاڑی سیدھی دارالحدیث کے عظیم الشان گنبد کے پاس جاکر کھڑی ہوئی گئی، باہر نکلے تو سب سے پہلے شارح بخاری سے ملاقات ہوئی، فرمایا کہ میں ممبئی کے پاس کوٹے جارہا ہوں، وہاں ایک مقدمے کا فیصلہ کرنا ہے، میں چاہتا تھا کہ آپ سے ملاقات کرکے روانہ ہوں ۔۔۔۔اللہ اکبر! یہ ہیں بڑے لوگوں کی بڑی باتیں، اس کے بعد دیگر اساتذہ اور طلباء سے ملاقات ہوئی۔ الجامعۃ الاشرفیہ کی زیارت اور وہاں کے اساتذہ اور طلباء سے ملاقات کرکے جو مسرت ہوئی، اس کے بیان سے زبان و قلم عاجز ہیں، یاد رہے کہ دہلی سے روانگی کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ نے ٹیلیفون کے ذریعے جامعہ اشرفیہ، مبارکپور فقیر کی آمد کی اطلاع دے دی تھی، اسی لئے مولانا نعیم الدین اور مولانا نفیس احمد، بنارس کے اسٹیشن پر استقبال کے لئے تشریف فرما تھے۔

جامعہ اشرفیہ میں فقیر کے دیرینہ کرم فرما اور پیکر اخلاص مولانا محمد احمد مصباحی، محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفےٰ (شیخ الحدیث) فاضل نوجوان اور محقق مولانا مفتی نظام الدین، ماہنامہ اشرفیہ کے مدیر مولانا مبارک حسین مصباحی، مولانا بدر عالم مصباحی، مولانا زاہد علی سلامی اور دیگر اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی، جو فقیر کی یادوں کے البم کا قیمتی اثاثہ ہے۔

ہمارے ہاں یہ رسم ہے کہ کسی اہم شخصیت کی رحلت کے بعد ان کے عرس کا اہتمام کرتے ہیں، ان کی سوانح اور خدمات پر کوئی کتابچہ یا کسی ماہنامہ کا نمبر شائع کردیتے ہیں، اگرچہ یہ اہتمام بھی خال خال شخصیات کے لئے ہوتا ہے، لیکن زندگی میں اس بات پر توجہ نہیں دی جاتی کہ ان کی دینی، علمی اور روحانی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا جائے یا ان کے حالات اور علمی افادات کو قلم بند کیا جائے۔

الحمد للہ! اب کسی قدر سوچ میں تبدیلی آرہی ہے، حضرت شارح بخاری مولانا مفتی شریف الحق امجدی اس اعتبار سے بھی خوش قسمت ہیں کہ اہل سنت کے اصحاب فکر و دانش نے ان کی حیات مبارکہ میں انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا اہتمام کیا۔

۶، نومبر ۱۹۹۹ء کو رضا اکیڈمی، ممبئی کے زیر اہتمام "جشن شارح بخاری" منایا گیا جس میں شارح بخاری مدظلہ کو شرح بخاری مکمل کرنے پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کیا گیا۔

یاد رہے کہ رضا اکیڈمی ممبئی، جو اس سال، مجاہد سنیت جناب محمد سعید نوری اور جناب عبدالحق رضوی کی قیادت میں کام کررہی ہے، رضا اکیڈمی ممبئی، نے اہل سنت و جماعت کی عام روش سے ہٹ کر لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم پر توجہ دی ہے، اب تک اکیڈمی، فتاویٰ رضویہ کی

★ (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور)

قدیم اشاعت کے عکس کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ایک سو رسائل بیک وقت حسین و جمیل ٹائیٹل کے ساتھ شائع کر چکی ہے، درس نظامی کی کتب بھی شائع کی ہیں اور ہر سال دیدہ زیب اور حیرت انگیز حد تک خوبصورت کیلنڈر بھی شائع کرتی ہے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی / اسلام آباد بھی ۲۰- سال سے نہایت اہم کام کر رہا ہے اور گزشتہ کئی برسوں سے رضویات پر کام کرنے والے محققین کو "امام احمد رضا گولڈ میڈل ایوارڈ" بھی دے رہا ہے، جامعہ ازہر شریف اور جامعہ عین شمس قاھرہ کے تین اساتذہ کو بھی "امام احمد رضا گولڈ میڈل ایوارڈ" دے چکا ہے۔

۱- بساتین الغفران (امام احمد رضا بریلوی کا عربی دیوان) کے مرتب و محقق، جناب شیخ سید حازم محمد احمد المحفوظ، استاذ کلیۃ اللغات والترجمہ، جامعہ ازہر قاھرہ۔

۲- ساٹھ کتابوں کے مصنف اور "سلام رضا" کا منظوم عربی ترجمہ کرنے اور اس پر ایک سو پانچ صفحات کا مقدمہ لکھنے والے ڈاکٹر حسین مجیب مصری، استاذ کلیۃ الآداب، جامعہ عین شمس، قاھرہ۔

۳- ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس، استاذ اللغۃ العربیۃ و آدابھا، کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ والعربیہ، جامعہ الازہر، جن کی نگرانی میں فاضل نوجوان ممتاز احمد سدیدی (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) نے جامعہ ازہر میں پانچ سو چھتیس صفحات پر مشتمل مقالہ برائے ایم فل لکھا، جس کا عنوان ہے۔

"الامام احمد رضا البریلوی شاعراً عربیاً"

اور بحمدہٖ تعالیٰ اس میں "بتقدیر ممتاز" کامیابی حاصل کی۔

یہ صورت حال یقیناً خوش آئندہ ہے، اگر ارباب تحقیق و قلم کاروں کے اعزاز و تکریم کا یہ سلسلہ جاری رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب ہمارے ہاں کسی قسم کے لٹریچر کی کمی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز و نیاز دعا ہے کہ حضرت شارح بخاری، فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی مدظلہ کا سایہ تادیر عزت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے، ان کے بکثرت جانشین پیدا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کو لٹریچر کی قوت اور اہمیت کا ہمہ گیر شعور عطا فرمائے۔
آمین

امام احمد رضا کی تعلیم ہر مذہب کیلئے رہنما ہے (بھارتی وزیر اعظم)

بھارتی وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپائی نے اپنے ایک بیان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کی تعلیم ہر مذہب اور ہر مکتبہ فکر کیلئے رہنمائی کرتی ہے
(بھارتی ٹیلی وژن نیوز)

مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

✍ : مولانا قاری محمد میاں سعیدی ★

ملت اسلامیہ کے ہر دور میں علماء حقانی اور اولیاء ربانی نے فکری و عملی رہنمائی فرمائی، تاریخ اسلام میں اگر چہ بڑے بڑے باجبروت حاکم و سلاطین پیدا ہوئے مگر انسانوں کے دلوں پر اقتدار کا پرچم صرف علماء حقانی اور اولیاء ربانی کا لہراتا رہا۔ علماء حقانیین میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا مقام ہے جنہوں نے اپنے علم و دانش اور بصیرت و فکر سے ایک عالم کو مستفیض فرمایا اور جن کے علمی کارناموں پر ملت اسلامیہ رہتی دنیا تک فخر کرے گی۔

اعلیٰ حضرت نے سر زمین ہند میں جب تجدید و احیاء دین کا کام شروع کیا تو انہیں بیک وقت کئی محاذوں پر برسرپیکار ہونا پڑا ایک طرف فرنگی تہذیب اور اس کے دلدادہ تھے دوسری طرف ہندو نواز نام نہاد مسلمان تھے تیسری طرف حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بے باکیاں کرنے والے تھے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ٹولہ الگ تھا، مرزائی الگ گمراہی پھیلا رہے تھے غرض یہ کہ ضلالت و غوایئت، کفر شرک، الحادو زندقہ کے گہرے بادل پورے بر صغیر پر چھائے ہوئے تھے اور پوری گھن گرج سے برستے تھے اس وقت یہ مرد حق آگاہ نام خدا اور وسیلہ مصطفیٰ ﷺ کے سہارے طوفان کا رخ موڑنے اور باطل کے سیلابوں کا زور توڑنے اٹھ کھڑا ہوا اس میں امام احمد بن حنبل اور شیخ عبدالقادر الجیلانی کا سا زہد و تقویٰ تھا، امام ہمام حضرت ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کی سی ژرف نگاہی تھی امام رازی و امام غزالی کا سا طرز استدلال تھا، وہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت منصور حلاج کا سا اعلاء کلمۃ الحق کا یارا رکھتا تھا دشمنان اسلام کے لئے اشداء علی الکفار کی تفسیر اور عاشقان مصطفیٰ کریم علیہ تحیۃ والتسلیم کے لئے "رحماء بینھم" کی تصویر تھا، اس کے پاس نہ کوئی بڑی درسگاہ تھی اور نہ کوئی مرکز عقیدت خانقاہ نہ کوئی سرگرم عمل جماعت تھی نہ مددگاروں کا کوئی گروہ اس کا ہتھیار انقلاب آفریں قلم، اس کی سپر آہنی ہمت و عزم اور اس کی جائے پناہ دامن رحمت مصطفیٰ ﷺ تھا آخر کار اس نیک نیت و پاک طینت مرد حق آگاہ نے اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی پائی فوج و سپاہ والے پیچھے رہ گئے، ان کی محبت باطل اور ان کا پردہ فریب چاک ہو گیا ان کی جمعیت پراگندہ اور ان کی غوغا آرائی غلغلہء حق میں گم ہو گئی الحق یعلو ولا یعلیٰ. کے مصداق پورا بر صغیر پاک و ہند اور عالم اسلام مولانا الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی روشن کی سے ہوئی شمع روشن ہو گیا اور محبت مصطفوی کے چراغ جلنے لگے اور لوگوں کے قلوب وجہ تخلیق کائنات اپنے آقا مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف کھنچنے لگے۔

★ (مدرس دار العلوم امجدیہ، کراچی)

کتبِ نــــو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

"رویت الہلال"

از......امام احمد رضا خاں   ہدیہ......=/20 روپیہ (آفسٹ پیپر)

ناشر......ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

"WORDS NOT MINE WORDS OF THE TIME"

By.....Dr. Iqbal Akhtar-ul-Qadri
Tras: Fatima Irfan
Page.. 24 - Price : Rs.10/=
Islamic Education Trust 5-B-2, North Karachi.

"مجدد الف ثانی، امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ"

تحریر......ڈاکٹر مجید اللہ قادری ، میاں محمد مسرور احمد

تقدیم......ڈاکٹر محمد مسعود احمد   صفحات......80   ہدیہ......=/25 روپیہ

ناشر......المختار پبلی کیشنز 25، جاپان مینشن ریگل صدر، کراچی

"جانا پہچانا"

(حضور ﷺ سے متعلق غیر مسلموں کے مقالات کا مجموعہ)

مرتبہ......ابن مسعود ملت میاں محمد مسرور احمد

صفحات......40 (آفسٹ پیپر)   ہدیہ......درج نہیں

ناشر......ادارہ مسعودیہ، ۲/ ۶، ۵- ای، ناظم آباد کراچی

"سرور المسرور" (مجموعہ مواعظ)

تحریر......ابن مسعود ملت میاں مسرور احمد

صفحات......136- (آفسٹ پیپر)   ہدیہ......=/40 روپیہ

ناشر......ادارہ مسعودیہ ۲/ ۶، ۵- ای، ناظم آباد کراچی

"آخری پیغام"

مصنف......پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تقدیم......میاں محمد مسرور احمد

صفحات......240، (آفسٹ پیپر)   ہدیہ......=/90 روپیہ

ناشر......سرہند پبلی کیشنز، ۸۸ ۔ ۸ ڈی-ایم-ایچ سوسائٹی، کراچی

"ڈاکٹر مسعود احمد اور اردو نثر"

مصنف......ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

صفحات......112، (آفسٹ پیپر)   ہدیہ......=/25 روپیہ

ناشر......ادارہ مسعودیہ، ۲/ ۶، ۵-ای ناظم آباد، کراچی

"THE REFORMER OF THE MUSLIM WORLD"

By.....Dr. Masood Ahmad
Tras. V. Rahmatulla
Page..154 - Price : Rs.60/=
Al-Mukhtar Publication 25-Japan Mension.
Regal Saddar Karachi.

"تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس"

مرتبہ......مولانا جلال الدین قادری

صفحات......448، (پکی بائنڈنگ)   ہدیہ......=/200 روپیہ

ناشر......سعید برادران، محلہ لطیف شاہ غازی کھاریاں ضلع گجرات

"عرفان ذات"

تصنیف......امام فخر الدین رازی   تقدیم و ترجمہ......محمد شہزاد مجددی

صفحات-56، ہدیہ=/25   ناشر-دار الاخلاص، ۴۹، ریلوے روڈ لاہور

"البدور فی اوج المجذور"

از......امام احمد رضا خاں

ہدیہ......=/30 روپیہ (آفسٹ پیپر)

ناشر......ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

دور و نزدیک سے

مفتی عبدالقیوم ہزاروی، لاہور

(ناظم اعلیٰ، تنظیم المدارس پاکستان)

"حدائق بخشش اور رسالہ کا نفیس تحفہ موصول ہوا بہت شکریہ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ادارہ کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین

مصری دورہ میں حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ کی کامیاب سرگرمیوں پر بھی دلی مبارکباد پیش ہے، ان کی مساعی سے جامعہ نظامیہ لاہور کیلئے استاذ کی منظوری پر ان کا شکر گزار ہوں، ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب نے اعلیٰ حضرت سے رابطہ رکھنے والے مختلف علاقائی علماء پر جو کام کیا ہے وہ ہمارے فتاویٰ پر کام میں مددگار ہوگا۔

ڈاکٹر صابر سنبھلی

(ایم۔ایچ۔کالج مراد آباد انڈیا)

"معارف رضا فروری کالج کے پتے پر موصول ہوا، ممنون ہوں، بھارت میں پاکستان کے رسائل بہت کم آتے ہیں اور سنی رسائل تو دکھائی ہی نہیں دیتے، آپ نے اس فقیر حقیر کی طرف توجہ فرمائی، شکریہ ادا کرنے کے الفاظ میرے پاس نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی نثر نگاری پر ایک مضمون حاضر ہے قریبی اشاعت میں شامل کر کے ممنون فرمائیں۔

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

(مہتمم دارالعلوم حنیفہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑہ)

حسن معنوی و صوری سے آراستہ و پیراستہ "معارف رضا" کے شمارے موصول ہوئے، مضامین کا اعلیٰ معیار اور عمدہ انتخاب آپ حضرات کے حسن ذوق کا آئینہ دار ہے۔ امید ہے کہ پرچہ بیسویں صدی کے عظیم عبقری انسان مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی تعلیمات کے فروغ کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا اس خوبصورت کاوش پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر این۔اے۔ بلوچ

(علامہ آئی۔آئی۔قاضی چیئر، سندھ یونیورسٹی)

ماہنامہ معارف رضا شمارہ فروری ۲۰۰۰ء موصول ہوا جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب کے سفر قاہرہ اور تحقیق مرجان وغیرہ مضامین کے مطالعہ سے مستفیض ہوا ہوں، میں ممنون ہوں کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی مطبوعات سے مجھے نوازا جاتا ہے۔

میں قرآن کا مطالعہ کرتا ہوں (برطانوی وزیر اعظم)

برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلئیر نے دوٹوک انداز میں کہا ہے کہ (میڈیا اور دیگر حلقوں میں) اسلام کے متعلق جو غلط تاثر پیش کیا جارہا ہے اس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نہایت پرامن اور خوبصورت دین ہے جو تمام مخلوق کو محبت سکھاتا ہے اور عفو و درگزر کا درس دیتا ہے مسلمانوں سے میل جول اور تعلقات کا سب کو فائدہ پہنچے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے لندن میں عید ملن پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے یہ کہہ کر حاضرین کو حیران کر دیا کہ وہ حسب موقع قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ قرآن ایک عظیم رہنما کتاب ہے۔